٨٩٩
تحفة الاخبار
في نجات المختار

یہ کتاب مذہب شیعہ کی ہے اور صاحبان ملاحظہ فرماوین

۷۸۶

تقریظ از جناب شریعت انتساب مجتہد العصر والزمان علامۂ دوران حجۃ الاسلام

فقیہ اہلبیت علیہم السلام مولانا و مولی الثقلین جناب حاجی شیخ محمد حسین صاحب

کربلائی مازندرانی دام ظلہم العالی مادامت الایام واللیالی

تحفۃ الاخیار

فی

نجات المختار

البتہ صاحبان درایت و فہم و کفایت کہ نظر در این اوراق صحت نطاق نمودہ شہادت

بر وفور علم و فضل و کمال جناب مستطاب فواضل مآب فضائل ایاب شمس المشرقین و بدر الکونین

السیّد محمد حسین زید فضلہ خواہد دادہ الاقل محمد حسین الحائری المازندرانی

ماسٹر اشفاق علی کے مطبع جعفری مظفر نگر میں

سید نصیر حسن منیجر مطبع ہذا طبع شد

صحتنامہ رسالہ تحفۃ الاخیار فی نجات المختار

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۵	مطلولہ	مطولہ	۲۴	۵	میں	میں بھی
؍؍	۱۰	مسرو	مسرور	؍؍	۱۱	می بندو	×
۴	۹	دہان	۰	۲۵	۱۷	مجاز اسام	مجاز االہام
۶	۱	سیموا	سموا	۲۶	۹	[illegible]	مخبر
؍؍	۱۷	الرسول	لرسول	۲۷	۷	۰	کے پاس
۷	۱۱	غیرا	غیرا	؍؍	۱۴	ار	از
۹	۶	مولفہ	مولفتہ	؍؍	؍؍	مروبہت	مروبست
؍؍	۱۷	یہہ	یا یہہ	؍؍	۱۸	بھیجا	نہ بھیجا
؍؍	۱۶	اکنم	اکتم	۲۸		بھی	بھی
؍؍	؍؍	ترعہ	ولا تدعہ	۲۹	۸	اثنا عشریہ	اثنا عشریہ پر
؍؍	؍؍	ارزونکو	رازونکو	۳۱	۲	طلب	طلب کیا
۶	۱۸	نشی	کشتی	۳۲	۱۸	طریقہ	طریقہ
۱۰	۶	العنون	العنوان	۳۳	۱۵	مملوک	ملوک
؍؍	۱۳	کہا مراو	کہا مر اور	۳۴	۱۵	سیعب	مشیت
۱۱	۲	ثہ آنے	آنے	۳۵	۱۶	رقعد	رقعۃ
؍؍	۷	ور	اور	۳۸	۱۸	باسات	بالنیات
۱۵	۱۴	۰	تجکویہ دختر	۴۴	۳	شہدا	الشہدا
؍؍	۱۵	بزمان	بزبان	۴۶	۱۴	جہاد	جہادسے
۱۶	۵	کرتنے	کرتے تھے	۴۷	۹	کفاعۃ	کفاعلہ
۱۷	۲	طرسی	امالی طوسی	؍؍	۱۴	است	ادست
۲۱	۳	کشیدہ	کشتندہ				

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

الحمد لِلّٰہ العزیز الغفار۔ والصّلوٰۃ والسّلام علیٰ رسولہ المختار واھلبیتہ الاطیاب الاطہار۔ **اما بعد** جاننا چاہئے کہ علمار متقدمین ومتاخرین واہل سیر ومورخین نے نظماً ونثراً حالات مختار مفصلاً مدون فرمائے ہیں۔ اُن کے سامنے یہ میری تحریر حقیر کیا وقعت رکھ سکتی ہے۔ لیکن اکثر کتب مطولہ فارسیہ وعربیہ ہیں کہ اُنکے مطالعہ سے اکثر برادران ایمانی قاصر ہیں لہذا اس احقر الکونین **سید محمد حسین بن سید حسین بخش** ساکن **نوگانوہ** سادات ضلع مُرادآباد نے یہ رسالہ بزبان اردو اختصاراً لکھکر نام اسکا **تحفۃ الاخیار فی نجاۃ المختار** رکھا واللہ ولی التوفیق۔ پوشیدہ نہ رہے کہ مختار بن ابی عبیدہ ثقفی نے قاتلانِ مظلوم کربلا کو جہنم مین پہونچا کر ارواح معصومین کو کیسا شاد ومسرور کیا اللھم احشرہ مع الائمۃ الطاہرین۔ لیکن اُن کی نجات میں علمار امامیہ طاب ثراہم نے اختلاف کیا ہے ایک جماعت علمار ناجی فرماتی ہے اور بعض کا قول ہے کہ مختار کی غرض طلب ریاست وحب شاہی تھی اوراس امر خاص کو اُس کا وسیلہ قرار دیا تھا پہلے متوسل باامام زین العابدین علیہ السّلام ہوا اور چونکہ

آنحضرت از جانب خداوند عالم مامور بخروج نہ تھے - اور نیت فاسدہ
مختار سے واقف تھے اجابت التماس مختار نہ کی - پس مختار محمد بن
حنفیہ سے متوسل ہوا اور لوگوں کو اون کی طرف دعوت کرتا تھا.
اور اونھیں مھدی قرار دیا تھا اور مذہب کیسانیہ اُس سے درمیان
مردم شایع ہوا - اور فرقہ کیسانیہ محمد حنفیہ کو امام آخر جانتے ہیں اور کہتا ہے کہ زندہ ہیں
مگر غائب ہیں اور زمانہ آخر میں ظاہر ہون گے بحمد اللہ کہ مذہب کیسانیہ برطرف ہوگیا
اور کوئی اُنمین باقی نہ رہا اور اونکو کیسانیہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ وہ لوگ اصحاب
مختار اور خود مختار کو کیسان کہتے تھے - اس لئے جناب امیرؑ نے موافق بعض روایات
کیسانیہ مختار کو بلفظ کیس خطاب کیا یا اس اعتبار سے کہ مختار کے لشکر کا سردار
اور مشیر اور مدبر ابو عمرہ تھا او اُس کا نام کیسان تھا کما قال العلامۃ المجلسی
فی جلاء العیون - **اقول** - حصول ریاست و سلطنت زمانہ غیبت امام علیہ السلام
میں بوسیلہ امر مباح حرام نہیں بلکہ اگر آفتاب شریعت زوالیں ہو تو اوس کا
تحفظ شاید واجب کفائی ہو اور یہ اظہر من الشمس ہے کہ بعد شہادت امام حسین علیہ السلام
بنی امیہ کا دور ہوگیا تھا چنانچہ جذب القلوب مین شیخ عبد الحق دہلوی نے لکھا ہے کہ
حصین بن نمیر بوصیت او بمکہ آمدہ و شصت و چہار روز این بلدہ معظمہ
را محاصرہ کردہ داد محاربہ و قتال داد و مجانیق را بکعبہ مشرفہ انداخت آورده اند
کہ یکے از ایشان آتشے بر سر نیزہ گرفتہ بود بادے در رسید و آتش بخانہ کعبہ
در گرفت پھر لکھا ہے کہ سہ روز ہتک حرمت حرم نبوی صلعم نمودہ اور پھر لکھا ہے
کہ یک ہزار و ہفت صد تن از بقایائے مہاجرین و انصار و علمار تابعین اخیار

بقتل رسانیدند و از عموم ناس ورائے نساء و اطفال وہ ہزار راکشتند و ہفت صد
تن از حاملان قرآن مجید و نود و ہفت از قوم قریش را تحت تیغ ظلم در آوردند و فسق و
فساد و زنا را مباح ساختند تا بحدیکہ آوردہ اند کہ ہزاران زن بعد ازین واقعہ
اولاد زنا زائیدند و اسپان را در مسجد پیغمبر صلعم جولان دادند و در روضہ شریف کہ نام
موضعیست در میان قبر شریف و منبر منیف و حدیث صحیح ورود یافتہ کہ روضہ ایست
از ریاض جنت اسپان بول وروث کردند و مردم بر بیعت یزید پلید بر عہد عبودیت
کہ اگر خواہد بفروشد و اگر خواہد آزاد کند و خواہ بطاعت خدا جل وعلا خواند خواہ بمعصیت
جبر و اکراہ نمودند چون نزد یزید پلید عبد اللہ بن دمعہ رضی اللہ عنہ ذکر بیعت بر حکم
قرآن وسنت بر زبان آورد در حال گردنش زدند کہاں تک اس ولد الزنا کے جور
وظلم بیان کئے جائیں آفتاب شریعت قریب زوال نہیں بلکہ گہن کال میں
آگیا تھا اوس کے تحفظ کی بظاہر کوئی تدبیر اکمل نہ تھی جبتک کہ خون فرزند رسول کو
ذریعہ نہ قرار دیا جاتا ہاں یہ ضرور ہے کہ وہ بادشاہ موافق عقائد حقہ اور بموجب
شریعت نبویہ عمل کرے اسکے بارہ میں شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے امالی
میں فرمایا ہے اِنَّ المختار بن ابی عبیدۃ الثقفی رحمۃ اللہ ظہر بالکوفۃ
لیلۃ الاربعاء الاربعۃ عشر لیلۃ بقیت من شہر ربیع الاول سنۃ
ست وستین فبایعہ الناس علی کتاب اللہ وسنۃ رسول اللہ صلعم
والطلب بدم الحسین بن علی علیہما السلام ودماء اہلبیتہ
رحمۃ اللہ علیہم والدفع عن الضعفاء ۔ یعنی مختار نے ۱۶ ربیع اول
سنہ ۶۶ ھ یوم چہارشنبہ کو خروج کیا اور لوگون نے اُن سے اِس شرط پر

بیعت کی کہ کتاب خدا و سنت رسول خدا پر عمل کریں اور امام حسین اور اون کے
اہلبیت و اصحاب کا خون طلب کریں اور دفع ضرر شیعیان و بیچارگان کر کے
مومنون کی حمایت کریں۔ اور مختار کی دینداری کی یہی دلیل ہے کہ وہ ابتداءً متوسل
با امام زین العابدین علیہ السلام ہوا اگر کیسانیہ ہوتا تو محمد حنفیہ کے پاس جاتا ہاں اوس کو
طلب خون منظور تھا اور اوس کے سینہ میں آتش حب امام بھڑک رہی تھی مرتا
کیا نہ کرتا اُس زمانہ مین فرقہ کیسانیہ ہی زیادہ تھا اور وہ بھی اپنے کو شیعہ اہلبیت
کہتے تھے اونکی تالیف قلوب کیغرض سے اور استحصال قوت کے واسطے محمد حنفیہ
سے بھی اجازت لی مثلاً کوئی بادشاہ مسجد چھین لے اور حکم دیدے کہ بغیر ہماری
اجازت کے اس مسجد مین کوئی نماز نہ پڑھے اور کوئی نمازی اوسمیں بلا اجازت وہان
نماز پڑھ لے تو صحت نماز میں کلام نہیں لیکن اگر مصلحتاً کوئی شخص غاصب سے
اجازت بھی لے تو اُس سے غاصب کا حق ثابت اور مسلمانون کا حق زائل نہیں ہوتا
ایسے ہی مختار نے مصلحۃ وقت جانکر اجازت محمد حنیفہ سے لی اس سے حق جناب امام
زین العابدین ع کا زائل نہیں ہوا اور مصلحتاً اجازت لینے سے محمد حنفیہ کا حق ثابت
نہیں اور کیا عجب ہے کہ امام زین العابدین ع سے باصرار مختار نے اسوجہ سے
اجازت نہ چاہی ہو کہ امام زین العابدین منجانب خدا مامور بجہاد نہیں اور خدا جانے
اس طلب خون میں کیا کیا قصے قضایا پیش آئیں ہم لوگ تو اہل دُنیا ہیں محمد حنفیہ
معصوم نہیں امام وقت کو کیون مصیبت اور ہلاکت میں ڈالیں ہم لوگ بھی اپنے
آپ کو کیسانیہ ہی کہنے لگیں اور شیعہ علوی ظاہر نہ کریں اور امام زین العابدین ع
کا قدم مبارک ان قصون سے ہر طرح الگ رہے ہم لوگ لڑ بھڑ کر خود دیکھ

بحال لیں گے مارے گئے یا بچ گئے مادر اسکے جناب موصوف سلطان الصابرین ہین ہر بلا میں بجز صبر کوئی کلمہ ناسزا نسبت قاتلان اپنے پدر بزرگوار کے نفرمایا اور وصیت جناب امام حسین علیہ السلام بھی یہی تھی بعض روایات سے واضح ہوتا ہے کہ بعض مقامات پر جناب زینبؑ کو جلال حیدری آگیا اور چاہا کہ نسبت قوم جفا کار دعائے بد فرمادیں جناب سید الساجدین نے بکمال التجا عرض کی کہ اے پھوپی تم دختر صابرہ ہو کر صبر کو کام نہیں فرماتی ہو۔

لیکن وہ روایات کہ جو مختار کے غیر مومن ہونیکی دلیل ہیں وہ اکثر ماؤل یا ضعاف یا مراسیل ہیں پہلی روایت کشی علیہ الرحمۃ نے لکھی ہے۔ عن الاصبغ قال رائیت المختار علی فخذ امیر المومنین وھو یمسح راسہ ویقول یا کیس یا کیس۔ یعنی اصبغ کہتا ہے کہ میں نے مختار کو زانوئے حیدر کرار پر بیٹھا دیکھا اور وہ جناب اوسکے سر پر ہاتھ شفقت کا پھیر کر فرماتے ہیں کہ یا کیس یا کیس

اقول۔ اس سے مذہب کیسانیہ ہونا مختار کا ثابت نہیں اور لوگون کا سمجھ لینا مختار کے حق میں حجت نہیں بلکہ مختار کو تہمت مذہب کیسانیہ کی لگاتا ہے اور اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو اس سے مختار کی سراسر مدح وتوصیف پائی جاتی ہے کما یجی انشاء اللہ تعالیٰ فانتظر دوسری روایت کشی علیہ الرحمۃ نے لکھی ہے عن عمر ابن علی ان المختار ارسل الی علی بن الحسین صلوۃ اللہ علیہما بعشرین الف دینار فقبلھا وبنا بھا دار عقیل بن ابی طالب ودارھم التی ھدمت قال ثم انہ بعث الیہ باربعین الف دینار بعد ما اظھر الکلام الذی اظھرہ فردھا ولم یقبلھا والمختار ھو الذی

دعی الناس الی محمد بن علی بن ابی طالب بن الحنفیہ وسمیوا بالکیسانیہ
یعنی عمر فرزند جناب امام زین العابدین ع فرماتے ہیں کہ مختار نے امام زین العابدین
علیہ السلام کی خدمت میں بیس ہزار دینار ہدیہ بھیجے تو حضرت
نے قبول فرمائے اور حضرت نے مکان عقیل بن ابی طالب کا اور جو باقی
مکانات بنی ہاشم کے بنی امیہ نے منہدم کرا دئے تھے بنوائے مگر پھر
مختار نے تعجب انگیز باتیں ظاہر کیں اور چالیس ہزار دینار بھیجے تو حضرت
نے واپس فرمائے اور مختار محمد حنفیہ کی طرف لوگوں کو دعوت کرتا تھا اور
اُن لوگوں کا نام کیسانیہ رکھا تھا اور اسی فرقہ کو مختاریہ بھی کہتے تھے اور مختار کا
لقب کیسان تھا۔ اقول یہ مضمون معصوم سے روایۃ وارد نہیں بلکہ
حکایۃ ہی پس قابل طرح ہے۔ ثانیاً اهل البیت ایصر بما فی البیت
یعنی گھر کا حال گھر والے خوب جانتے ہیں چونکہ عمر بن زین العابدین علیہ السلام کا
بیان ہے اور بنابر تحریر صحاح الاخبار کان محدثا وزاهدا جلیلا
فاضلا یعنی عمر بن زین العابدین علیہ السلام محدث وزاہد وفاضل جلیل
تھے ہکذا فی عمدۃ الطالب تو بشرط تسلیم طرح سے تاویل کو ترجیح دیتا
ہوں اصول کافی میں ہے عن ابی جعفر علیہ السلام قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ والہ وسلم خلق اللہ آدم واقطعہ الدنیا قطیعۃ فما
کان لآدم فلرسول اللہ صلعم وکان لرسول اللہ صلعم فھو للائمۃ من
آل محمد علیہم السلام یعنی امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ فرمایا رسولخدا
صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے کہ جناب باری نے آدم ع کو پیدا کیا اور تمام دنیا و مافیہا کا

اُن کو مالک و مختار کیا (چنانچہ آیہ وافی ہدایہ انی جاعل فی الارض خلیفہ کے
مصداق تھے)۔ پس جو چیز کہ آدم کو دیگئی وہ جناب رسول خدا صلعم کو دی گئی
(کہ وارث میراث پدری تھے) اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شئی
مملوکہ ہے وہ ائمہ علیہم السلام کی ملک میں ہے (اس لئے کہ ائمہ علیہم السلام فرزندان
حضرت سے ہیں) چنانچہ جناب الٰہی ارشاد کرتا ہے۔ ان الارض للہ یورثھا
من یشاء من عبادہ والعاقبۃ للمتقین۔ یعنی زمین کا مالک اللہ ہے جسکو چاہے
اپنے بندوں میں سے اوسکو وارث کردے اور عاقبت متقین کے واسطے ہے۔
کافی میں اسکی تفسیر میں ہے انا واھلبیتی الذین اورثنا اللہ الارض و
نحن المتقون والارض کلھا لنا یعنی مجھکو اور میرے اہلبیت کو
اللہ نے زمین کا مالک کیا ہے اور ہم متقی ہیں اور کل زمین کے ہم مالک
ہیں اور موئد اسکی روایت لہوف ہے حتی سار بالتنعیم فلقی ھناک غیر الحمل ھدیتہ
قد بعث بہا بحیر بن ریان عامل الیمن الی یزید بن معاویۃ فاخذ الھدیۃ صلوٰۃ اللہ
علیہ لان حکم امور المسلمین الیہ یعنی جب امام مظلوم مکہ سے چلے اور وادی تنعیم
میں پہونچے تو ایک قافلہ یمن سے آتا تھا اور کچھ ہدایا حاکم یمن بحیر بن ریان نے
یزید بن معاویہ کے پاس بھیجے تھے امام حسین نے اُسپر تصرف کرلیا کہ امام
زمان اُنکا ذی حق ہے پس جو کچھ بھی دنیا میں ہے وہ مال امام ہے خواہ قبضہ کریں یا
مصلحتہً چھوڑ دیں۔ اور وہ مصلحت کسی مومن کے حق میں اصلح ہو یا حضرت کے حق
میں ان مصالح پر ہمارا مطلع ہونا ضرور نہیں چنانچہ سیر الائمہ میں ہے روایت
کند عبد اللہ بن ادریس از ابن سنان کہ او گفت ہارون الرشید جہت علی ابن

یقطین جامہائے فاخر فرستاد ازانجملہ دراعہ بود سیاہ از خز کہ از لباس ملوک
بود مطرز بطلا علی بن یقطین آن دراعہ با مبلغے زر جہت امام موسی کاظم علیہ السلام
فرستاد بدست معتمد خود آنحضرت آنرا پذیرفت و دراعہ را بخادم خود دادہ پیش
علی بن یقطین فرستادہ فرمود کہ این دراعہ را بمحافظۃ تمام نگاہ دار کہ بکار تو
خواہد آمد علی بن یقطین بنا بر وصیت آنحضرت آنرا در صندوقے گذاشت و باحتیاط
تمام نگاہداشت بعد از چند روز آن غلام کہ دراعہ بخدمت امام بردہ بود از صاحب
خود آزردہ شدہ پیش ہارون الرشید رفت و گفت علی بن یقطین
امام موسی را امام میداند و غائبانہ صلات و ہدایا بواسطہ اومی فرستد و ازانجملہ
دراعہ کہ خلیفہ باو کرامت فرمودہ آنرا با مبلغے زر بدست من پیش موسی ابن جعفر فرستاد و او پذیرفت
ہارون از استماع این مقالہ تافتہ شد پس علی یقطین را طلب نمود چون حاضر شد
گفت دراعہ کہ بتو دادہ بودم چہ کردی علی گفت بور خانہ من در صندوق است و آنرا
متبرک دانستہ باحتیاط تمام نگاہ میدارم و ہر روز زیارت میکنم ہارون گفت اگر راست میگوئی
آنرا حاضر کن علی یکے از خادمان را گفت برو فلان صندوق را بیار چون خادم صندوق
را حاضر کرد علی بن یقطین سر صندوق بکشود و دراعہ بیرون آورد و بہ ہارون عرضہ داد
ہارون در غضب شد و بفرمود تا آن غلام را چندان تازیانہ زدند کہ ہلاک شد پس
ہارون علی بن یقطین را تحسین نمود و سوگند خورد کہ دیگر سخن کہ بدگوئی او نماید قبول نکند و در
حق او بدگمان نشود یہ قصہ بہت تفصیل سے شہید ثالث قاضی نور اللہ شوستری نور
اللہ مرقدہ نے مجالس المتقین میں بھی تحریر فرمایا ہے پس ایسی ہی کوئی مصلحت
امام زین العابدین کی ہوگی کہ جسوجہ سے ہدایائے مختار واپس فرمادیے۔ ممکن ہے

کہ مختار کے حق میں تو یہ مصلحت ہو کہ اگر آپ تحائف مختار کے قبول فرماتے تو مدبران و افواج مختار جو کیسانیہ تھے۔ وہ سب مختار سے بدظن ہو جاتے اور دلمیں یہ خیال کرتے کہ مختار تو محمد حنفیہ کو امام نہیں جانتے بلکہ امام زین العابدین علیہ السلام کو سمجھتے ہیں۔ اِس سے مختار کے حق میں نتیجہ خراب نکلتا اور اونکی ریاست اور شاہی کے ضعف یا زوال کا باعث ہوتا جیسے کہ زمانہ رسول میں کفار لوگ باجرت شریک جہاد کئے جاتے تھے اور اونکو مولفۃ القلوب کہتے تھے یا ممکن ہی کہ حضرت ہی کے حق میں اصلح ہو مثل تقیہ وغیرہ کے یہ مصلحت ہو کہ مبادا کوئی طالبِ دنیا و طماع کہے آنحضرت کو بہرحال مصلحتِ امام خود امام جانتے ہیں ہم نہیں معلوم کرسکتے رابعاً بعد ما اظہر الکلام الذی اظہرہ سے مختار کا مذہب کیسانیت ثابت نہیں ہوتا بلکہ یہ مطلب ہے کہ مختار تعجب انگیز باتیں بنانے لگے ہمیں دو احتمال ہیں۔ اوّل یہ کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے اجازت صریحی نہ دی تھی بلکہ اجازت فحوای سے حکم جہاد پایا جاتا تھا یا تقریر معصوم سے پس مختار اوسکو مطلق اجازت سمجھے اور ممکن ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام اجازت صریحی کے بارہ میں فرماتے ہوں کہ ہمنے اوسکو اجازت نہیں دی اور اسیکو توریہ یا تقیہ کہتے ہیں دوسرے یہ کہ اصول کافی میں ہی کہ امام جعفر صادق ع معلی بن خنیس سے فرماتے ہیں کہ یا معلی اکتم امرنا یعنی ای معلی ہماری باتوں اور رازونکو ہماری دشمنوں سے چھپاؤ اور ظاہر نہ کرو۔ پس مختار علانیہ لوگوں سے کہتے ہوں کہ میں امام زین العابدین ع کی طرف سے مامور بجہاد ہوں اور غرض اس سے تقیہ یا توریہ ہو اور عبارت کشی علیہ الرحمۃ کی والمختار ہو الذی دعی الناس یہ مضمون روایت کا نہیں بلکہ جناب مصنف علیہ الرحمۃ کا قول ہی اور مصنف ہی

کے حق مین حجت ہے اگرچہ اس سے بھی مختار کا کیسانیہ ہونا ثابت نہیں کما یسحی ان شاء اللہ

تیسری روایت۔ کشی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے۔ عن ابی جعفرؑ قال کتب المختار بن ابی عبیدہ الی علی بن الحسین علیہما السلام وبعث الیہ بھدایا من العراق فلما وقفوا علی باب علی بن الحسین دخل الاذن یستاذن بھم فخرج الیھم رسولہ فقال اھبطوا عن بابی فانی لا اقبل ہدایا الکذابین ولا اقرا کتبھم فمحوا العنوان وکتبوا للمہدی محمد بن علی یعنی امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مختار بن ابو عبیدہ نے امام زین العابدین علیہ السلام کیخدمت میں عراق سے ایک عریضہ مع چند تحائف بہیجا پس جب قاصدان مختار حضرت کے دردولت پر حاضر ہوئے اور اجازت حضوری کی چاہی تو حضرت کا خادم جواب لایا کہ حضرت فرماتے ہیں کہ میرے دروازہ پر سے چلے جاؤ کہ مین کذابین کے ہدیا قبول نہیں کرتا اور نہ ایسے لوگون کے خط پڑہتا ہون۔ پس قاصدون نے اوس عریضہ سے حضرت کا اسم مبارک مٹاکر لکہدیا کہ یہ خط مہدی محمد بن علی کی خدمت میں پہونچے۔ اقول ویسی تحائف میں مختار پر کچھ الزام نہیں کیا مُراد اوس عریضہ سے آنحضرت کا اسم مبارک محو کرکے محمد بن علی لکہدینا اور وہ عریضہ وہدایا محمد بن حنفیہ کو دیدینا یہ قاصدون کا فعل ہے مختار کے حق میں حجت نہیں۔ لیکن اس پر یہ ایراد ہوتا ہے کہ مختار نے قاصدوں کو اس جرم پر سزا نہ دی تو گویا خودبہی ادن کے فعل پر راضی ہوگئے۔ مگر یہ روایت اس امر کا پتہ دیتی ہے۔ کہ کیسانیوں کا بہت زور تھا۔ گویا کل یا اکثر شیعہ کیسانیہ ہی تھے یا یہ کہ

حرب کے اغلب ناس طامع ہوتے ہیں۔ اوس پر آشوب اور لوٹ مار کے زمانہ
ہین اور غنیمت ہاتھ نہ آنے کے لالچ ہیں لوگوں نے مذہب کیسانیہ ہی کی آڑ
پکڑلی ہو اور اس آڑ مین خوب لوٹ مار کرتے ہون اور پھر کیسے سرکش تھے کہ
مختار تو تحائف کسی کے پاس بھیجتے ہیں اور یہ لوگ اوپر سے اوپر کسیکو دی
تے ہیں۔ اگر حضرت نے منظور نہ فرمائے تھے۔ تو مختار کے پاس واپس لاتے یہ
لوگ سمجھے ہوے تھے کہ استحکام سلطنت ہم لوگوں سے ہے مختار تو برائے نام
ہیں اسلئے کہ جناب امیرؑ فرما چکے ہیں کہ مختار قاتلان امام ابرار و اشرار
بنی اُمیہ کو تہ تیغ کرے گا اور یہ بات مشہور ہے شیعہ تو اس شہرت میں صحیح العقیدہ
تھے اور منافقین بھی دل مین سچ جانتے تھے اگرچہ زبان سے معترف نہون
اونہوں نے بھی مختار کی امارت کو طوعاً و کرہاً تسلیم کرلیا تھا اور جانتے
تھے کہ اگر ہم آگے ہوئے تو کامیابی نہوگی مختار کے سر رکھو یہ شیعہ خالص ہے۔
اگر یہی مارا گیا تب بھی اپنا کام ہے لہذا مختار بھی ان لوگوں سے تقیہ کرتے تھے
اور مصلحتاً اِنکی خطاؤں پر چشم پوشی کرتے تھے اور غرض اصلی اون کے خون
امام کا طلب کرنا تھا جس طور سے ہوسکے۔ چنانچہ جناب رسولخداؐ اور جناب
امیرؑ اور جناب امام حسنؑ بھی منافقین سے ایسا ہی برتاؤ رکھتے تھے اور مصلحت
وقت کو خوب جانتے تھے اور جناب باری نے بھی شیطان کو مہلت دیدی ہے
اور مصالح ہر شخص اور ہر وقت کے جداگانہ ہوتے ہیں اور ایسے ہی مصالح تھے کہ جناب امام زین العابدینؑ
نے عریضہ مختار نہ پڑھا اور اپنے اُسکو کذاب فرمایا اس سے مختار کا کیسانیہ ہونا ثابت نہیں اول کذاب کے

یہ معنی ہیں کہ مختار درجہ اول کے تقدس وپرہیزگار مثل سلمان ابوذر ومقداد کے نہ تہے بلکہ جیسے سلاطین اور اہل دنیا مومن ہوتے ہیں کہ جیسی مصلحت دیکہی اپنی کامیابی کی صورت پیدا کرلی اور عقائد حقہ مین فرق نہ آئے جو شان غیر معصوم یعنی مومن خاطی کی ہوتی ہے وہی شان مختار کی تہی دوسرے یہ کہ کذابین لفظ جمع کا ہے خاص نسبت مختار کے ہونا معلوم نہیں ہوتا بلکہ اوسوقت ہمراہ مختار نامدار کے مجمع کیسانیونکا تہا اونہیں کے بارے میں فرمایا ہو تیسرے۔ یہ کہ ممکن ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے اس پیرایہ سے مختار کو تنبیہ کی ہو کہ گویا تمہارے مصاحب ایسے ہیں انکی اصلاح حتی الامکان کرو اور ایسی تعلیم وہدایت کے قصص بہت مشہور ہے چنانچہ جناب حسنین علیہما السلام کا ایک مرد پیر کو وضو تعلیم کرنا اور خلیفہ عمر بن عبد العزیز کا جناب امیر علیہ السلام پر سے لعنت کا موقوف کرانا وغیرہ چوتھے۔ یہ کہ ممکن ہے کہ حضرت کو بعلم امامت معلوم ہو کہ یہ مال مرسلہ ناجائز جگہ سے آیا ہے اور مختار اوس سے لاعلم ہو اسوجہ سے حضرت نے اوسکو واپس فرمادیا کہ مجھے ایسا مال لینا ناجائز ہے اور مختار کا تصرف اوسپر جائز ہو یا محمد حنفیہ کا تصرف اوس پر کسی وجہ سے جائز ہو پانچوین۔ یہ کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ مین کذابین کے خط نہیں پڑہتا اور کذابیں کے ہدایا نہین لیتا اور یہ بہت صحیح و درست کہا ہے امام کی شان یہی ہے یہ نہیں فرمایا کہ مختار کذاب ہے اسکے ہدایا نہ لونگا اس سے مختار کی نسبت بدی ثابت نہین اور واپسی کی وجہ شاید یہ ہو کہ جو لوگ آئے تھے وہ منجملہ نمامان کے ہون

اور قبول کرنے میں شاید کچھ اعدا کا خوف ہو جھٹے۔ ممکن ہے کہ مختار لوگو نمین کہتے ہوں کہ
مجھے امام زین العابدین علیہ السلام نے اجازت دیدی ہے اسکے بارہ میں حضرت نے فرمایا
کہ نہیں مختار کاذب ہے مینے اجازت نہیں دی یعنی اجازت صریحہ نہیں دی اور
اجازت فحوای سے حضرت نے سکوت فرمایا پس فقط کذب ہے تو صریحی اور
فحوای کا جو لفظی نزاع ہے۔ اور کاذب سے مراد غیر مومن نہیں۔ اور اگر مختار کا مذہب
کیسانیہ ہوتا تو پہلے ہی محمد حنفیہ کی خدمت میں تحائف بھیجتے اور اونکو کوئی امر بظاہر مانع
نہ تھا بلکہ خاص غرض مختار کی یہی تہی کہ امام واجب الاطاعت حضرت ہیں لینے
نہ لینے کے مصالح مخفیہ سے خوب واقف ہیں قبول فرمائیں یا نہ اون کا مال ہے
لیکن میرے حق میں ہر طرح اصلح ہے۔

چوتھی روایت امام حسن عسکریؑ کی تفسیر میں ہے کہ قال امیر المومنین
فکما ان بعض بنی اسرائیل اطاعوا فاکرموا و بعضھم عصوا فعذبوا فکذلک
تکونون انتم قالوا فمن العصاۃ یا امیر المومنین قال الذین امروا بتعظیمنا
اھل البیت و تعظیم حقوقنا فخالفوا ذلک و عصوا و جحدوا حقنا و استخفوا
و قتلوا اولاد رسول اللہ الذین امروا باکرامھم و محبتھم قالوا یا امیر المومنین
و ان ذلک لکائن قال بلے خبرا حقا و امرا کائنا سیقتلون ولدی
ھذین الحسن والحسین وقال امیر المومنین سیصیب اکثر الذین رجزا
فی الدنیا بسیوف من بسلطہ اللہ علیھم للانتقام بما کانوا یفسقون کما
اصاب بنی اسرائیل الرجز قیل و من ھو قال غلام من ثقیف یقال لہ المختار بن

ابی عبیدہ یعنی جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ جیسے بعض بنی اسرائیل
نے اطاعت کی تو خدا نے اون کو معزز کیا اور بعض نے نافرمانی کی تو خدا نے
اون کو معذب کیا ایسی ہی تم لوگون کا بھی حال ہوگا۔ اصحاب نے کہا یا حضرت
ہم میں نافرمان کون ہیں۔ تو حضرت نے فرمایا کہ وہ لوگ جنکو ہم اہلبیت کی تعظیم کا
حکم دیا تھا اور ہمارے حقوق کی رعایت اونپر لازم کی تھی وہ لوگ ہماری مخالفت
کرینگے اور ہمارے حقوق کے منکر ہوں گے اور اولاد رسول جنکی مودت اور تعظیم کا
حکم دیا تھا اونکو وہ شہید کرینگے اصحاب نے کہا کہ یا مولا یہ امور واقع ہون گے
حضرت نے فرمایا کہ ضرور ایسا ہوگا اور لوگ میرے دونون فرزندون حسنؑ
اور حسینؑ کو شہید کرینگے۔ پروردگار عالم اون منافقین پر عذاب اُن لوگون کی
تلوارسے نازل کرے گا۔ جنکو اون پر مسلط کرے گا۔ جیسے بنی اسرائیل پر عذاب
نازل کیا۔ کسینے عرض کیا کہ یا مولا وہ کون ہوگا۔ حضرت نے فرمایا کہ ایک لڑکا قبیلہ
ثقیف سے ہے اور اوسکا نام مختار بن ابو عبیدہ ہے اور اسیکی موئیدہ وہ روایت
ہے کہ جو مولانا مجلسی علیہ الرحمہ نے جلاء العیون مین قطب راوندی
سے بسند معتبر جناب صادق علیہ السّلام سے روایت کی ہے۔ کہ چون حقتعالی
خواہد کہ انتقام بکشد برائے دوستان خود انتقام میکشد برائے ایشان بہ بدترین
خلق و چون خواہد کہ انتقام بکشد برائے خود انتقام میکشد بدوستان خود تحقیق کہ
انتقام کشید برائے یحیٰی بن زکریا بہ بخت نصر کہ بدترین خلق خواہد بود اقول
قصۂ بنی اسرائیل و بنی اُمیہ مین اور جناب یحیٰی اور جناب سید الشہدا مین اور بخت نصر

اور مختار مین تشبیہات حسب تفصیل ذیل ہیں۔

۱۔ قیامت میں جیسے کہ جبرئیل جناب سیدہ کونین مادر حسنین کو آواز دینگے ایسے ہی ام کلثوم مادر یحیٰی بھی پکاری جائنگی۔

۲۔ جیسے جناب یحییٰ اپنے عہد میں حجت خدا تھے ایسے ہی امام حسینؑ بھی اپنے زمانہ میں حجت خدا تھے۔

۳۔ جیسے جناب یحییٰ کا خون ناحق بہایا گیا ایسے ہی امام حسین بھی ناحق قتل ہوئے

۴۔ جیسے جناب یحییٰ بطن مادر مین چھ مہینہ رہے ایسے ہی بطن مادر مین امام حسینؑ بھی چھ مہینہ رہے اور بعد ولادت دونون بزرگوار زندہ رہے۔

۵۔ مجلسی علیہ الرحمۃ نے بسند موثق جناب صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ امام حسین علیہ السلام اور جناب یحییٰ کے قاتل ولدالزنا تھے۔

۶۔ جیسے جناب یحییٰ پر آسمان رویا ایسے ہی امام حسین علیہ السلام پر بھی۔ آسمان رویا۔

۷۔ جیسے جناب یحییٰ کا سر زن زانیہ کے لئے ہدیہ گیا ایسے ہی سر امام مظلوم ولدالزنا کیلئے ہدیہ گیا۔

۸۔ جیسے جناب یحییٰ کا سر طشت مین رکھا گیا ایسے ہی سر جناب سید الشہدا کا طشت مین رکھا گیا۔

۹۔ جیسے کہ سر بریدہ جناب یحییٰ کا طشت مین بزبان فصیح کہتا تھا کہ اے بادشاہ تجھکو حلال نہیں ایسے ہی سر امام مظلوم بھی بزبان فصیح کہتا تھا کہ میرا قصہ اصحاب کہف کے قصہ سے زیادہ عجیب ہے

۱۰۔ جیسے جناب یحییٰ کے بارہ میں ہے کہ لم نجعل لہ من قبل سمیا۔ یعنی ہم نے نہیں پیدا کیا پہلے اس سے کوئی ہمنام یحییٰ ایسے ہی بروایت جناب صادقؑ امام حسینؑ کا ہمنام بھی پہلے کوئی نہیں ہوا۔

۱۱- مجلسی علیہ الرحمہ نے جلاء العیون مین بسند معتبر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسولخدا صلعم نے فرمایا جہنم مین ایک منزل ہے کہ اوس کا مستحق کوئی نہیں۔ مگر حسینؑ بن علیؑ کا اور یحییٰ بن زکریا کا قاتل اوسکا مستحق ہے۔ انہین مناسبتوں سے جناب امام حسین علیہ السلام اکثر سفر عراق مین جناب یحییٰ علیہ السلام کا ذکر فرمایا کرتے چنانچہ تفسیر عمدۃ البیان میں ہے اور بنی اُمیہ اور بنی اسرائیل مین یہ مناسبت ہے کہ جیسے بنی اسرائیل نے سرکشی پر کمر باندہ لی تہی۔ اور ایک ایک دن میں ستّر ستّر نبیون کو قتل کر ڈالا ایسے ہی بنی امیہ نے روز عاشورہ بہتّر بیخطاؤن کو قتل کردیا۔ بلکہ بنی امیہ سرکشی مین زیادہ تہے۔ کما سبق اور بخت نصر اور مختار میں یہ مناسبت تہی اوّلاً ابن شہرشوب نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حق تعالےٰ نے جناب رسولخدا صلعم کو وحی کی کہ بعوض خون حضرت یحییٰ ستّر ہزار اشقیا مینے قتل کئے اور تمہارے فرزند حسینؑ کے خون کا عوض بھی ستّر ہزار سے لونگا اور اون کو قتل کرونگا۔ ثانیاً۔ جیسے کہ بخت النصر کو اسرائیلی بادشاہ وقت نے قید کردیا تھا ایسے ہی مختار کو بادشاہ وقت نے قید کردیا تھا۔ اور یہی مراد بدترین خلق سے ہے اور مشابہتہ کو ادنی ملابستہ کافی ہے کما ثبت فی مقامہ اور ممکن ہے کہ یہان یہ مطلب ہو کہ یہ اللہ کی کیسی شان ہے کہ وہ چاہے تو ہفت اقلیم کے بادشاہ کو ایک ادنیٰ فتے ہلاک کردے۔ جیسے ابرہہ بادشاہ کو ابابیل نے ہلاک کردیا اور ایسی عبرتناک قصص وحکایات کتب موعظہ ونصائح میں بہت ہیں۔

نمی شاء التفصیل فلیرجع الیها۔

طوسی میں ہے وبعث براس ابن زیاد وراس الحصین بن نمیر ثم رحیل بن ذی الکلاع مع عبد الرحمن بن ابی عمیر الثقفی وعبد اللہ بن شداد الخثیمی الصائب بن المالک الاشعری الی محمد بن الحنفیہ بمکۃ وعلی بن الحسین علیہما السلام یومئذ بمکۃ وکتب الیہ معہما امّا بعد فانی بعثت انصارک وشیعتک الی عدوک یطلبونہ بدم اخیک المظلوم الشہید فخرجوا محتسبین محققین اسفین نلقوہم دون لصین فقتلم رب العباد والحمد للہ رب العالمین الذی طلب لکم الثار وادرک لکم رؤسا اعدائکم فقتلم فی کل فج وغرقہم فی کل بحر فشفی بذلک صدور قوم مومنین واذہب غیظ قلوبہم وقدموا بالکتاب والرس علیہ فبعث براس ابن زیاد الی علی بن الحسین علیہما السلام فادخل علیہ فہو یتغذی فقال علی بن الحسین علیہما السلام ادخلت علی بن زیاد وہو یتغذی وراس ابی بین یدیہ فقلت اللّٰہمّ لا تمتنی حتی ترانی راس ابن زیاد وانا اتغذی فالحمد للہ الذی اجاب دعوتی ثم امر فرمی بہ فحمل الی ابن الزبیر فوضعہ ابن الزبیر علی قصبۃ فحرکتہا الریح فسقط فخرجت حیۃ من تحت الستار فاخذت بانفہ فاعادوا القصبۃ فحرکتہا الریح فسقط فخرجت حیۃ فازمت بانفہ ففعل ذلک ثلث مرات فامر ابن الزبیر فالقی فی بعض شعاب مکۃ۔ یعنی مختار نے سر ابن زیاد بد نہاد اور حصین بن نمیر لعین اور شرحیل

بن ذی الکلاع شمی کا ہمراہ عبد الرحمن بن ابی عمیر ثقفی اور عبد اللہ بن شداد
خثعمی اور صاحمیہ بن مالک اشعری بخدمت محمد بن حنفیہ روانہ کئے اور ایک عریضہ
اون کی خدمت میں لکھا۔ امّا بعد بدرستیکہ آپ کے یاوران اور خیر خواہ
شیعیان کو آپ کے دشمنونکی طرف مینے روانہ کیا تا کہ آپ کے
برادر مظلوم سید الشہدا کا خون طلب کرین۔ پس وہ دوستان
اہل بیت بانیت درست اون کفار کے مقابلہ کو گئے اور نہایت
خشم وکین دشمنان دین مبین سے منزل نصیبین پر مقابلہ کر کے
باعانت و نصرت باری اون کفار اور فرقہ ناری کو بہگا کر متفرق
کر دیا اور اونکا تعاقب کر کے جہان پایا قتل کر کے کینہ ہائے قلوب
مومنین کو پاک اور سینہ ہائے شیعیان موقنین کو فرحناک کیا اب
اول ملعونون کے سردارون کے سر آپ کی خدمت میں بہیجتا ہون
جب یہ خط اور سرہائے ملاعین محمد حنفیہ کے پاس لائے تو اوس وقت
امام زین العابدین علیہ السلام مکہ میں تشریف رکھتے تھے۔ پس
محمد حنفیہ نے ابن زیاد بد نہاد کا سر نجس امام زین العابدین علیہ السلام
کی خدمت میں روانہ کر دیا اور وہ سر اوس وقت حضرت کے
پاس پہنچا کہ جسوقت آپ چاشت تناول فرمارہے تھے۔ حضرت
نے فرمایا کہ جب مجھے اِس ملعون کے پاس لیگئے تھے اوس وقت یہ چاشت
زہر مار کر رہا تھا اور میرے پدر بزرگوار کا سر اقدس اوس کے
سامنے رکھا تھا۔ مینے اوسوقت دعا کی کہ خداوندا مجھے دنیا سے

نہ اوٹھا جب تک کہ ابن زیاد کا سر جب میں چابقت کھاتا ہوں مجھے نہ دکھا دے۔ پس مین اوس خدا کا شکر کرتا ہوں کہ جس نے میری دعا قبول فرمائی۔ حضرت نے حکم دیا کہ یہ سر نجس باہر پھینکدو جب اوس سر کو عبداللہ بن زبیر پاس لے گئے حکم دیا کہ نیزہ پر چڑہا کر پھرائیں جب وہ سر نیزہ پر رکھا آندہی نے اوس سر کو زمین پر پھینکدیا ناگاہ ایک سانپ نکلا اور اوس ملعون کی ناک مین چمٹ گیا۔ دوسری دفعہ جب نیزہ پر رکھا پھر ہوا سے وہ سر زمین پر گر پڑا اور اوس کی ناک میں پھر سانپ لپٹ گیا یہانتک کہ تین مرتبہ یہی حالت ہوئی جب یہ خبر عبداللہ بن زبیر کو پہونچی حکم دیا کہ اوس ملعون کا سر نجس گلیونمیں ڈالدو تاکہ لوگونکے پاؤنسے پائمال ہوجائے۔ کما نقلہ مولانا المجلسی فی جلاء العیون

اقول اگر امام زین العابدینؑ مدینہ منورہ میں موجود ہوتے اور مختار محمد حنفیہ کو عریضہ لکھتے تو یوں کیسانیہ آتے مگر حضرت مکہ میں تھے اور موجودین بنی ہاشم میں بزرگ خاندان اور باوقعت محمد حنفیہ ہی تھے۔ چنانچہ وقت روانگی عراق جناب امام حسین علیہ السلام اپنا نائب بھی کرگئے تھے اور اکثر رفقائے مختار اون کو امام بھی جانتے تھے کما مر اور مدینہ منورہ کوفہ اور مکہ معظمہ کے وسط میں بھی واقع ہے۔ اس لئے سرہائے اشرار بنی امیہ کو مختار نے اوّل مدینہ میں بھیجا کہ بنی ہاشم کو عموماً خبر ہوجائے اور وہ سوگ بڑہائیں اور سرور و شادی بجالائیں اور قبور معصومین مدینہ کو بھی تہنیت و مبارکباد ہوجائے کہ شہدا زندہ ہیں

پھر وہاں سے محمد حنفیہ اون سروں کو مناسب بھیجینگے تو مکہ معظمہ بھیجینگے
اور جو رفقاء مختار کیسانیہ تھے اون کی تالیف قلوب بھی ہوجائے گی کہ
جو امور مملکت اور رموز سلطنت کے لئے انسب تر ہے ادایک تہ کی بات
اس میں یہ بھی تھی کہ اگر یہ سر امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت
میں بھیجے تو مبادا کوئے شقی حضرت کو آزار پہونچائے اور پہر اوسکا انسداد
مشکل ہوجائے۔ ع دشمن نتوان حقیر وبیچارہ شمرد۔ اس سے یہ بہتر ہے
کہ حضرت کا قدم میمنت شیم اِس قصہ سے الگ رہے۔ محمد حنفیہ اہل دُنیا
ہیں جیسا مناسب وقت ہوگا دیکھا جائے گا۔ معصوم کی جان ہلاکت میں
ڈالنا خلاف عقل ہے اور اوس عریضہ میں مختار نے یہ نہیں لکھا کہ جیسے امام
وقت کو لکھا کرتے ہیں محض خط لکھنا کیسانیہ کی دلیل نہیں البتہ عریضہ مختار میں
یہ فقرہ ہے کہ آپ کے شیعیان و یاوران خیرخواہ اس سے یہ سمجھ لینا کہ یہ لفظ امام کی
شان میں ہوتے ہیں یہ کچھ ضرور نہیں اسلئے کہ شیعہ کے معنی لغوی دوست اور گروہ
کے ہیں کما قال اللہ تعالٰی ہذا من شیعتہ وَہذا من عدوہ یعنی یہ اوس کے
دوستوں میں تہا اور دوسرا اوس کے دشمنوں میں سے۔

چھٹی روایتہ جو علامہ مجلسیؒ نے جلاء العیون میں فرمائی ہے کہ ابن ادریس
بسند معتبر و موثق از حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام روایت کردہ است کہ چون
روز قیامت شود حضرت رسالت صلعم با حضرت امیر المومنینؑ با حضرت امام حسنؑ
و با حضرت امام حسین صلوات اللہ علیہم اجمعین بر صراط بگذرند پس کسے
از میان جہنم سہ مرتبہ ندا کند ایشانرا کہ بفریادمن رس یا رسول اللہ صلعم حضرت صلعم جواب

اوُنگو ئیند پس سہ مرتبہ ندا کنند کہ یا امیر المومنین بفریاد من برس باز حضرت صلعم جواب
اونگوئید پس سہ مرتبہ فریاد کنند کہ یا امام حسن بفریاد من برس باز حضرت صلعم جواب
اونگوئید۔ پس سہ مرتبہ فریاد کنند کہ یا امام حسین بفریاد من برس من کشندہ دشمنان توام پس
حضرت رسالت صلعم آنحضرت امام حسین گوید کہ حجت بر تو گرفتہ است تو بفریاد
او برس پس حضرت امام حسین مانند عقاب کہ بجہد و جانور را بر بایدہ او را از میان
جہنم بیرون آرد راوی گفت کہ این کے خواہد بود فدائے تو شوم حضرت فرمود
کہ مختار راوی گفت کہ چرا او را در جہنم عذاب خواہند کرد بآن کارہائے کہ او کردہ
حضرت فرمود کہ اگر دل او را می شکافتند ہر آئینہ چیزے از محبت ابو بکر و عمر در دل
او ظاہر می شد بحق آن خدا وندیکہ حضرت محمد صلعم را براستی فرستادہ ست
سوگند یاد میکنم کہ اگر در دل جبرئیل و میکائیل قلیلے از محبت اوشان باشد
ہر آئینہ حق تعالیٰ ایشانرا در آتش انداز دا **اقول** اس روایت کے مضمون
مین بنا بر قواعد مسلمہ مذہب امامیہ اختلاف ہے اسوجہ سے کہ یہ مسئلہ مسلمہ
مذہب شیعہ ہے کہ جس قلب میں ذرہ برابر محبت ابو بکر و عمر ہو گی وہ مومن
نہیں اور مخلد فی النار ہو گا اور نجات و شفاعت سے محروم ہو گا اسلئے کہ شفاعت
گنہگاران شیعہ کے واسطے ہے چنانچہ **کافی** میں ہے عن عمر بن
یزید قال قلت لابی عبد اللہ انی سمعتک وانت تقول کل
شیعتنا فی الجنۃ علیٰ ما کان فیہم قال صدقتک کلہم واللہ
فی الجنۃ قال قلت جعلت فداک ان الذنوب کثیرۃ کبار
فقال اما فی القیامۃ فکلکم فی الجنۃ لشفاعۃ النبی المطاع او وصی النبی یعنی عمر بن یزید سے

مروی ہے کہ مینے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ مینے سُنا ہی
کہ آپ یون فرماتے ہیں کہ ہمارے کل شیعہ داخلِ جنّت ہون گے۔ اگرچہ
کیسے ہی گنہگار ہون۔ حضرت نے فرمایا کہ ہان تونے سچ سُنا بخدا سب جنت
مین جائینگے۔ مین نے عرض کیا کہ جان میری آپ پر قربان ہو گناہان
کبیرہ بکثرت اون کے ذمہ ہوتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ قیامت مین تم شفاعت
رسول اور وصیّ رسول کے ذریعہ سے سب داخل ہوگے اس سے معلوم
ہوتا ہے کہ شفاعت مومن کے واسطے ہے اور مومن عاصی اگرچہ سزایاب ہو
لیکن مخلد فی النار نہوگا۔ پس اگر مختار مومن ہے تو محبت ابو بکر و عمر
اوسکے قلب مین کیسی خلاف شان مومن و شیعہ ہے اور اگر مومن نہیں
تو انجام مین نجات کیسی۔ میرے ذہن خالی مین اسوقت اور کچھ نہیں آتا
بجز اسکے کہ روایت متنازعہ مین یہ نہیں ہے کہ جنت میں لیجائیں گے
بلکہ دوزخ سے رہا کر کے امام حسینؑ مختار کو کسی علیحدہ مقام میں ساکن
کرین کہ وہان ذرہ برابر بھی زحمت اور تکلیف نہ ہو اور مثل جنت کے کوئی
اور جگہ ہو اس سے ہی نجات ثابت ہے۔ جیسے کہ حاتم بسبب جود و سخا
کے اور نوشیروان بسبب عدل کے رہتی دوزخ ہی میں ہیں بسبب اپنے
کفر کے مگر اون کو آتش جہنم سے آزار نہیں پہونچتا یا راوی سے اسموقع پر
سہو ہوا ہو فتامل و تدبر لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا اور یہی روایت
علامہ طریح نجفی علیہ الرحمہ نے منتخب مین تحریر فرمائی ہے لیکن مختار کے جہنم مین جانیکی
اور وجہ لکھی ہے کہ ان المختار کان یحب السلطنۃ وکان یحب الدنیا و زینتہا و

زنیها ولان رسول اللہ صلعم قال والذی بعثنی بالحق نبیا لو ان جبریل و
میکائیل کان فی قلبہما ذرہ من حب الدنیا لاکبہما اللہ علی وجوہہما فی
نار جہنم یعنی مختار سلطنت اور دنیا اور اوسکی زینت اور آرائش کو
دوست رکھتے تھے۔ اور رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ قسم ہے اوس ذات پاک کی کہ جس نے
مجھے نبی برحق کیا ہے کہ اگر جبریل اور میکائیل کے قلب مین بھی ذرہ برابر دنیا
کی محبت ہوتی تو جناب باری ان دونوں کو بھی مُنہ کے بھل آتش جہنم
مین ڈالتا اقول یہ پہلے مذکور ہو چکا ہے کہ طلب سلطنت و دنیا اور اوس کی
زینت و آرائش بطریق حلال حرام نہیں پس ممکن ہے کہ روایۃ مذکورہ کو محمول
علی الکراہۃ کرین اور مضمون روایۃ بتہا اور تحذیراً واقع ہوا ہو اور جمع بین الروایتین
یون ممکن ہے کہ دنیا سے مراد اہل دنیا اور اوسکی ہی فرد کامل مراد ہو اور فرد کامل
اوسکی ابوبکر عمر تھے کہ جنہون نے امام وقت کے مقابل مین نزاع کیا کہ جو کل زمین کے
مالک تھے۔ اور اوسکی تاویل ابھی ہو چکی ہے لیکن اوحضرت کا مختار کی فریاد پر متوجہ ہونا
اور سید الشہدا کو متوجہ کرنا یہ اظہار فضائل امام ابرار کی غرض سے ہے چنانچہ عیون المعجزات مین
جناب صادق علیہ السلام سے ہے کہ ساکنان کوفہ جناب امیرؑ کی خدمت مین آئے اور دعا کے بارش چاہی
حضرت نے امام حسینؑ کو حکم دیا کہ دعا کرو جب حضرت نے دعا کی فوراً بارش ہوئی کما نقلہ مولانا
المجلسی فی جلاء العیون اور حقیر نے یہ پوری روایت زینۃ المجالس جلد اول مین بھی لکھی ہے
دعا جناب امیرؑ بھی فرما سکتے تھے مگر بسبب مصالح متعددہ آپنے اپنے نور نظر سے فرمایا اور روایت
متنازعہ کا خاتمہ بھی اظہار فضائل امام ابرار پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی حضرت مختار کو
سقر سے ایسے نکال لائینگے کہ جیسے باز اپنے شکار کو دبوچ لیتا ہے ورنہ فرشتو نکے

ذریعہ سے نکلواتے اور معصوم پر کچھ آگ کا اثر نہیں ہوتا۔ چنانچہ جناب ابراہیم پر آتشِ نمرود سرد ہوگئی اور آیہ مقدسہ یا نار کونی برداً وسلاماً گواہی ہر تحفہ احمدیہ مین حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آگ کفار کے لئے عذاب ہے اور خازنانِ جہنم کے لئے رحمت یعنی خازنانِ جہنم اوسے آگ سے لذت حاصل کرتے ہیں اور آتشِ جہنم اونکو نہیں جلاتی یہ حدیث حق الیقین میں ہے ساتوین روایتہ علامہ مجلسیؒ نے جلاء العیون مین لکھی ہے در بعضے از کتب معتبرہ روایت کردہ اند کہ مختار برائے حضرت امام زین العابدینؑ صد ہزار درہم فرستاد حضرت نمیخواست کہ انرا قبول کند وترسید از مختار کہ رد کنند واز و متنفر گردد پس حضرت آن مال را در خانہ ضبط کرد چون مختار کشتہ شد حقیقت حال را بعبد الملک نوشت کہ آن تعلق بتو دارد و برتو گوار است کہ وآنحضرت مختار را لعنت میکرد و میفرمود کہ دروغ می بندد و می بندد بر خدا و رسول و بر ما و مختار دعوے میکرد کہ وحی خدا بر او نازل می شود اقول یہ بیان ہو چکا ہے کہ نہ لینے مین مختار پر کچھ الزام نہیں اور لینے میں کچھ مختار کو مقام فخر نہیں مالک جس سے چاہے اپنا مال لے اور جس سے چاہے نہ لے یہ مصالح مالک کی رائے پر ہیں اور یہ روایتہ مجلسی علیہ الرحمہ نے مرسلاً بیان فرمائی ہے جس میں نہ امام کا نشان نہ راوی کا پتہ نہ کتاب کا نام اور یہ مضمون حکایتہ ہے نہ روایتہ اور امام زین العابدینؑ کا تقیہ کرنا روایت مسلاً رہی ہے اور حضرت کو اختیار تصرف ہر وقت تھا مگر چونکہ جناب باری معصوم کو حسب مصلحت وقت حالات آئندہ سے بھی واقف کرتا رہتا ہے اس مصلحت سے آپنے اوس مال مین تصرف نفرمایا کہ مبادا عبد الملک

ولدالزنا کو بہانہ قتل امام زین العابدین ہو ہمائے کہ مختار شیعہ تہا اور آپ
شیعون کے امام واجب الاطاعت ہیں اپنے ہی مختار کو اشتعال جہاد دی
ہو گی یہ مصلحت تہی کہ آپنے وہ مال بجنسہ موجود رکھا کہ اس جہت سے بہی اتمام
حجت ہو جائے جیسے کہ عائشہ نے بہانہ طلب خون عثمان ہزارہا مومنین کا خون
کرادیا - ورنہ یہ وہی ذات شریفہ ہیں کہ جو عثمان کے حق میں کہا کرتی تہیں کہ -
اقتلوا ہذا النعثل یعنی اس لم ڈہریا کو قتل کرو جو نثل یہودی سے مشابہ ہے عائشہ
نہ عثمان کی عزیزہ نہ قبیلہ سے ان مجتہدہ شتر سوار کو عثمان سے کیا تعلق مگر فتنہ و فساد
کرکے فضل اللہ المجاہدین علی القاعدین کا درجہ حاصل کرنا تہا کما فی التواریخ
والسیر رہا فقرہ حدیث متنازعہ کا کہ وحی خدا برا و نازل می شود مین ضمیر او کا مرجع
اگر حضرت کی ذات اقدس ہے تو اوس کا جواب یہ ہے کہ مختار کوئی عالم فقیہ
محدث نہیں ایک رئیس روسار کوفین سے تہے اور ایسے ہی پابند شریعت
تہے کہ جیسے عموماً ہوا کرتے ہیں فقہ کی باریکیان وہ کیا جانین شرائع کی کنہ کو
وہ کیا سمجہیں وہ اپنے حسن عقیدت سے ائمہ کے بارے مین سمجہتے ہون گے
کہ اونپر بہی وحی نازل ہوتی ہے حالانکہ بعد وفات سرور کائنات وحی کا آنا
منقطع ہو گیا تہا - لیکن الہام اور القا اور تحدیث تو ائمہ کو ہی ہوتا ہے چنانچہ
کتب احادیث مین ہے ایسی ہی باتون کو مختار نے وحی سے تعبیر کردیا جیسے
کہتے ہیں کہ استخارہ انسان کے حق میں وحی کا کام دیتا ہے بس مجازاً الہام اور
القا اور تحدیث کو وحی کہنا کیا بیجا ہے وحی حقیقی نہیں اسی کے بارہ مین
حضرت فرماتے ہیں کہ مجہپر حقیقت وحی نہیں آتی الہام وغیرہ کا انکار نہیں اور جو نزول وحی حقیقی کا مجہپر

دعوے کرے وہ جہوتا ہے اور جہوٹے پر خدا کی لعنت ہے اور مختار وحی حقیقی کے مدعی نہ تھے تو قابل لعن بہی نہ ہوں گے اور اگر ضمیر او فقرہ مذکورمین مختار کی طرف پہیری جاوے تو ممکن ہے کہ یہ کلام اسے قبیل سے ہو کہ جیسے کوئی یقینی بات کو کہے کہ یہ ایسی سچی بات ہے کہ گویا وحی ہے۔ پس جو قاتل شہداے کربلا آتا تہا مختار اوس سے پوچہتے تہے کہ تونے حضرت کے ساتھ کیا کیا تو ہر ایک شخص اپنے ظلم کا انکار کرتا تھا مختار کہتے تہے کہ نہیں تونے فلان ظلم کیا ہے اور میرا قول ایسا صحیح ہے کہ جیسے مجہیر وحی آتی ہو اور مختار مخبر کا نام اس مصلحت سے ظاہر نہ کرتے ہوں گے کہ بالفعل یا آئندہ کوئی شخص مخبر کو ایذا پہونچائے اور مخبر مطمئن ہوکر دشمنان سید الشہدا کا پتہ بتلائے آٹھوین روایت کشی علیہ الرحمہ نے تحریر فرمائی ہے۔ عن حبیب الخثعمی عن ابی عبد اللہ قال کان المختار یکذب علی علی بن الحسین علیہما السلام یعنی حبیب الخثعمی سے ہے کہ فرمایا امام جعفر صادق ع نے کہ مختار امام زین العابدین ع پر جہوٹ باندہتا تہا۔ اقول مختار کا کاذب ہونا خواہ اجازت صریحی یا فحوائے کے بارہ میں یا وحی حقیقی اور مجازی کے بارہ مین اوسکو مفصل بیان کردیا اعادہ بلا فائدہ ہے لیکن وہ روایات کہ جو مومنیت اور تشیع پر مختار کی دلالت کرتی ہیں وہی اونکی نجات کے لئے کافی ہیں اگرچہ مومن عاصی ہو لیکن انجام مین نجات ہے وہ یہ ہیں پہلی روایت کشی علیہ الرحمہ نے لکہی ہے عن الاصبغ قال رایت المختار علی فخذ امیر المومنین ع وھو یمسح راسہ ویقول یا کیس کیس یعنی اصبغ سے مروی ہے کہ ہمنے دیکہا

مختار کو زانوئے حیدر کرار پر کہ آنحضرت اوسکے سر پر ہاتھ پھیر کر فرماتے تھے کہ یا کیس یا کیس یعنی اے زیرک و دانا و تفصیل کیفیت بحار مشتمل ہے

دوسری روایت کشی علیہ الرحمہ نے لکھی ہے عن ابی عبد اللہ قال ما امتشطت فینا ہاشمیۃ ولا اختضبت حتی بعث الینا المختار بروس الذین قتلوا الحسین صلوات اللہ علیہ یعنی امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ کسی زن ہاشمیہ نے نہ سر مین کنگھی کی نہ خضاب کیا جبتک کہ مختار نے ہم اہلبیت کے سرہائے قاتلان سید الشہدا نہ بھیجے اس فعل سے مین خوشی اور سرور اہلبیت کا پایا جاتا ہے اور اسکو تقریر معصوم کہتے ہیں اور تقریر حجت ہے تیسری روایت ناسخ التواریخ میں ہے کہ مرزبانی باسناد خودش از حضرت امام جعفر صادقؑ روایت میکند کہ فرمود ما اکتحلت ہاشمیۃ ولا اختضبت ولا رؤی فی دار ہاشمی دخان خمس حجج حتی قتل عبید اللہ بن زیاد یعنی کسی زن ہاشمیہ نے سرمہ نہیں دیا اور نہ خضاب لگایا اور پانچ برس تک کسی ہاشمی کے گھر سے دہوان نہیں اوٹھا جب تک کہ عبید اللہ بن زیاد قتل نہ ہوا چوتھی روایت ناسخ التواریخ میں ہے و نیز از یحییٰ بن ابی راشد مرد لست کہ فاطمہ دختر علی علیہما السلام میفرمود ما تحنات امراۃ ولا اکتحلت فی عینہا ہمدگا ولا امتشطت حتی بعث المختار راس عبید اللہ بن زیاد یعنی کسی عورت نے ہم مین سے مہندی نہ لگائی اور نہ آنکھ مین سرمہ دیا اور نہ بالونمیں کنگھی کی جبتک کہ مختار نے عبید اللہ بن زیاد کا سر ہمارے پاس نہ بھیجا پانچویں روایت کشی علیہ الرحمہ نے تحریر فرمائی ہے کہ قال الحسین بن زید بن علی بن الحسین قال

حدثنی عمر بن علی بن الحسین لما اتی براس عبید اللہ بن زیاد و راس
عمر بن سعد قال فخر ساجدا وقال الحمد للہ الذی ادرک لی ثاری
من اعدائی وجزی اللہ المختار خیرا یعنی حسین بن زید بن علی بن الحسین
کہتے ہیں کہ مجھسے عمر بن علی بن حسین نے فرمایا کہ علی بن الحسین کے پاس جسوقت
سر عبید اللہ بن زیاد اور عمر بن سعد کا آیا تو حضرت سجدہ مین گئے اور فرمایا کہ شکر
ہے خدا کا کہ جس نے ہمارا خون ہمارے دشمنون سے طلب کیا اور خدا مختار کو
جزائے خیر دے اقول ان روایات سے تقریر معصوم ثابت ہے اور تقریر
معصوم حجت ہے اور چونکہ امام منصوص شیعون کے نزدیک معصوم ہوتے
ہیں اور دعائے معصوم رد نہیں ہوتی تو پھر حضرت کی دعائے خیر مختار کے
حق مین کیونکر رد ہوگی اور نجات کے واسطے یہی کافی ہے چھٹی روایت
کشی علیہ الرحمہ نے تحریر فرمائی ہے عن سدیر عن ابی جعفر علیہ السلام
قال لا تسبوا المختار فانہ قد قتل قتلتنا و طلب بثارنا و زوج اراملنا
و قسم فینا المال علی العسرۃ یعنی سدیر نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت
کی ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ مختار کو دشنام نہ دو اسلئے کہ اوس نے ہمارے
قاتلون کو قتل کیا اور ہمارا خون طلب کیا اور ہماری نسوان کے نکاح کرائے
اور تنگی مین ہمکو مال دیا اقول سب کے معنی یہان گالی اور فحش نہیں کہ فحش کا
مطلقا زبان پر جاری کرنا جائز نہیں اور نسبت فحش کسیکی طرف افحش ہے اگرچہ
منسوب بجمادات وغیرہا ہو فضلا عن المختار خلافا لاستاد الاستاد فی
ذخیرۃ المعاد بلکہ سب کے معنی لعن کے ہیں جسکو تبرا کہتے ہین یعنے رحمت خدا سے دور ہونا یعنی

دشمن کو دشمن جانتا و تعرف الاشیاء باضدادہا پس محبت اہلبیت جب کامل ہو گی جب اونکی اضداد سے بیزاری کرینگے اور تفصیل اسکی حقیر نے رسالہ طیش شرح دعائے صنمی قریش مین لکھی ہے الغرض مختار پر لعن کرنے کو معصوم نے منع فرمایا ہے اور اوسکی وجہ بہی بیان فرمائی ہے گویا معصوم اپنی زبان سے مختار کی حسن عقیدت ائمہ اطہار سے اظہار فرماتے ہیں اور پہر ایسے وقت پرآشوب میں کہ تمام لوگ مثل بنی اسرائیل کے مخالفت آئمہ پر کمر بستہ ہیں مختار ہی کا کام اور حوصلہ تہا اگر مختار کیسانیہ ہوتا تو حضرت اوس پر لعن کو منع نہ فرماتے کہ لعن غیر شیعہ اثنا عشریہ عموما جائز ہے اگر کوئی مانع نہ ہو مثل تقیہ وغیرہ کے بلکہ یہ الفاظ حدیث تو تقریر معصوم پر دلالت کرتے ہیں

ساتوین روایت کشی علیہ الرحمہ نے لکہی ہے عن عبد اللہ بن شریک قال دخلنا علی ابی جعفر یوم النحر وہو متکی وقد ارسل الی الحلاق فقعدت بین یدیہ اذ دخل علیہ شیخ من اہل الکوفۃ فتناول یدہ لیقبلہا فمنعہ ثم قال من انت قال انا ابو الحکم بن المختار بن عبید الثقفی وکان متباعدا من ابی جعفر فمد یدہ الیہ حتی کاد یقعدہ فی حجرہ بعد منعہ یدہ ثم قال اصلحک اللہ ان الناس قد اکثروا فی ابی وقالوا والقول واللہ قولک قال وای شی یقولون قال یقولون کذاب ولا تامرنی بشی الا قبلتہ فقال سبحان اللہ اخبرنی ابی واللہ ان مہر امی کان مما بعث بہ المختار او لم یبن دورنا وقتل قاتلینا وطلب بدمائنا فرحمہ اللہ واخبرنی واللہ ابی انہ کان لیمر

عند فاطمہ بنت علی یمھدھا الفراش وتثنی لھا الوسائد ومنھا اصاب الحدیث رحم اللہ اباک رحم اللہ اباک ما ترک لنا حقا عند احد الا طلبہ قتل قتلتنا وطلب بدمائنا یعنی عبد اللہ بن شریک سے روایت ہے کہ ہم امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت مین بروز عید قربان (منی مین) حاضر ہوئے اوس وقت حضرت تکیہ لگائے تھے اور حجام کو حجامت کے واسطے بلایا تھا۔ مین حضرت کے سامنے بیٹھا تھا ناگاہ ایک مرد پیر کوفہ کا رہنے والا حضرت کے پاس آیا اور حضرت کے ہاتھونکا بوسہ لینا چاہا حضرت نے اوسکو منع کیا اور فرمایا کہ تو کون ہے اوس نے کہا کہ مین حکم پسر مختار بن ابو عبیدہ ثقفی ہون اور وہ حضرت سے علیحدہ بیٹھا حضرت نے اوس کا ہاتھ پکڑکر اپنے پاس بٹھلایا پھر اوسنے عرض کیا کہ لوگ میرے باپ کے حق میں بہت کچھ کہتے ہیں اور سچی بات تو وہ ہے جو آپ فرمائیں۔ حضرت نے فرمایا کہ کیا کہتے ہیں۔ اوس نے عرض کیا کہ کذّاب بتلاتے ہیں۔ اور میں تو اوسکا قائل ہوں کہ جو آپ فرماویں۔ حضرت نے فرمایا کہ سبحان اللہ خدا کی قسم میرے پدر بزرگوار فرماتے تھے کہ میری مادر گرامی کا مہر اوسی روپیہ سے ادا کیا ہے کہ جو مختار نے بھیجا تھا اور ہمارے مکانات اوسی روپیہ سے تیار ہوئے اور ہمارے قاتلون کو اوس نے قتل کیا اور ہمارا خون طلب کیا خداتعالیٰ اپنی رحمت اوسپر نازل کرے خدا کی قسم میرے پدر بزرگوار فرماتے تھے کہ مختار حضرت فاطمہ بنت امیر المومنین کی خدمت مین حاضر ہوئے تھے اور اون کی اور اونکی خدمت مین لباس نذر کرتے تھے اور اونسے حدیثیں یاد کرتے تھے اور دو مرتبہ حضرت نے پسر مختار سے فرمایا کہ خدا تیرے باپ پر اپنی رحمت نازل کرے

کہ اوسنے کوئی حق ہمارے حقوق مین سے کسی پر نہیں چھوڑا مگر یہ کہ اس نے لیا
اور ہمارے حقوق کا بدلہ لیا اور ہمارے قاتلون کو قتل کیا اور ہمارا خون طلب
اقول یہ پہلے گذرا کہ کل حلال امام کا ہے لین یا نہ لین لیکن پسر مختار کے
سوال پر حضرت نے اوسکے باپ کی کیسی مدح فرمائی ہے اور تین مرتبہ
اوسکے حق مین دعائے رحمت کی اور دعائے معصوم رد نہیں ہوتی تو انشاء اللہ
تعالے نجات مین بھی شبہہ نہین اور روایت ہذا سے تقریر معصوم بھی ثابت
ہے اور پھر حضرت کا فرمانا کہ ما ترک لنا حقا عند احد الا طلبہ اور
امام کا حق یہ ہے کہ اوسکی پیروی واجب اور دوسرے مدعی امامت کو
غاصب اور کاذب سمجھے چنانچہ کافی میں ہے عن ابی حمزہ قال
سئلت ابا جعفرؑ ما حق الامام علی الناس قال حقہ علیھم ان
یسمعوا لہ ویطیعوا۔ یعنی ابو حمزہ سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ مینے امام
محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ امام کا حق لوگون پر کیا ہے تو حضرت نے
فرمایا کہ امام کا حق لوگون پر یہ ہے کہ اوسکے کلام کو سنین اور اوس کی اطاعت
کرین پس اگر مختار کیسانیہ ہوتا یا اوس کے قلب میں ذرہ برابر بھی محبت
شیخین ہوتی تو معصوم یون نہ فرماتے کہ مختار نے کسی پر کوئی حق ہمارا نہیں
چھوڑا کیونکہ جو حق اصلی تھا وہی رہ گیا تھا لہذا مختار مومن خالص اور قابل مدح کے ہو
آٹھوین روایت تفسیر امام حسن عسکری مین ہے اطلبوا الی المختار فطلب واخذ
فقال قدموہ الی النطع واضربوا عنقہ فاتی بالنطع فبسط و انزل علیہ المختار
ثم جعل الغلمان یجیبون ویذھبون لا یاتون بالسیف قال الحجاج مما لکم قالوا لنا الخ

مفتاح الخزانہ وقد ضاع منا والسیف فی الخزانہ یعنی حجاج نے حکم دیا
کہ مختار کو پکڑ کر ہمارے پاس لاؤ جب مختار آئے تو اوس شقی نے فرش چرمی منگوایا
اور اوسکو بچھوا کر مختار کو اوس پر بٹھلایا اور حکم دیا کہ اوسکی گردن زدنی
کیجائے غلام ادہر اودہر گئے مگر تلوار نہ ملی حجاج نے کہا کہ تم لوگونکو
کیا ہوگیا تلوار کیون نہیں لاتے اونہون نے کہا کہ ہمارے پاس سے
خزانہ کی کنجی گم ہوگئی اور کہیں نہیں ملتی اور تلوار خزانہ میں ہے
فقال المختار لن تقتلنی ولن یکذب رسول اللہ ولئن قتلتنی لیحیینی اللہ
حتی اقتل منکم ثلثمائۃ وثلثۃ وثمانین الفا پس مختار نے کہا
کہ تو مجھے ہرگز قتل نہ کرسکے گا اور رسول خدا صلعم نے جھوٹ نہیں
فرمایا اور اگر تو مجھے قتل بھی کردے گا تو جناب باری پھر مجھکو حیات
عطا کرے گا تا اینکہ مین تم میں سے تین سو تراسی ہزار کو قتل کرون
فقال الحجاج لبعض حجابہ اعط السیاف سیفک لیقتلہ بہ فاخذ
السیاف سیفہ فجاء لیقتلہ بہ والحجاج یحثہ ویستعجلہ فبینا ہو فی
تدبیرہ لیضرب عنقہ لدغتہ عقرب وسقط فمات فنظروا فاذا
عقرب فقتلوہا فقال المختار یا حجاج انک لن تقدر علی قتلی
ویحک یا حجاج اما تذکر ما قال نزار بن معد بن عدنان
السابور ذی الاکتاف حین یقتل العرب ویصطلہم یا مزران
یضع زنبیل فی طریقتہ پس حجاج نے اپنی نوکر سے کہا کہ تو اپنی تلوار جلاد کو دیدے
تا کہ مختار کو قتل کرے جلاد نے وہ تلوار لیکر مختار کو قتل کرنا

چاہا اور حجاج جلاد پر تعینات تھا اور جلدی کرتا تھا۔ جب وہ جھپٹ کر چلا

تو منہ کے بھل گرا اور وہ تلوار اوسکے پیٹ میں گھس گئی اور اوس کا پیٹ

پہاڑ ڈالا اور وہ ناری جہنم میں پہونچا پہر دوسرا جلاد بڑھا اور اوسکو

تلوار دی۔ جبھی وہ اپنا ہاتھ اوٹھا کر مختار کے تلوار لگانا چاہتا تھا ناگاہ

ایک بچھو پیدا ہوا اور اوس موذی کو کاٹا اور وہ فوراً بیہوش ہو کر گرا

اور جہنم میں پہونچا مختار نے کہا کہ اے حجاج تجھپر وائے ہو تو میرے

قتل پر قادر نہیں ہوسکتا وہ قصہ یاد نہیں کرتا کہ جو نزار بن معد

بن عدنان کے اور شاپور ذوی الاکتاف کے مقابلہ میں واقع ہوا کہ جب

وہ عربوں کو قتل کرتا تھا اور اون کی بیخکنی میں سرگرم تہا تو اوس وقت

نزار نے اپنے فرزندوں سے کہا کہ مجکو ایک زنبیل میں رکھکر شاپور

کے راستہ پر لٹکادو فلما راہ قال من انت قال انا رجل

من العرب ارید ان اسئلک لم تقتل ھولاء العرب

ولاذنب لھم الیک وقد قتلت الذین کانوا متمردین وفی عملک

مفسدین قال لانی وجدت فی الکتب انہ یخرج منھم رجل یقال لہ

محمد یدعی النبوۃ فیزیل دولۃ ملوک الاعاجم ویقتلھا فانا اقتلھم

حتے لایکون منھم ذلک الرجل فقال لہ نزار لئن کان ما وجدتہ

من کتب الکذابین فما اولاک ان تقتل البراء غیر المذنبین بقول

الکاذبین وان کان ذلک من قول الصادقین فان اللہ سبحانہ

سیحفظ ذلک الاصل الذی یخرج منہ ھذا الرجل ولن تقدر علی ابطالہ

وتجری قضاہ وتنفذ وامرہ ولولم یبق من جمیع العرب الا واحد فقال
سابور صدق ہذا انزار بالفارسیۃ یعنی المہزل کفوا عن العرب فکفوا
عنہم جب شاپور کی نظر نزار پر پڑی پوچھا کہ تم کون ہو نزار نے کہا
کہ مین ایک مرد عرب ہوں۔ اور تم سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں شاپور
نے کہا کہ کیا پوچھتے ہو نزار نے کہا کہ ان عربونکو بے قصور کیون قتل کرتے ہو
اور جسقدر تمہارے ملک میں سرکش اور مفسد بن تھے وہ سب قتل ہو چکے
شاپور نے کہا کہ مینے کتب میں دیکھا ہے کہ عرب میں ایک شخص پیدا
ہو گا اور اوس کا نام محمد ہو گا اور وہ دعویٰ نبوت کرے گا اور اوس کی وجہ
سے عجمون کی سلطنت جاتی رہے گی۔ مین اس وجہ سے قتل کرتا ہون
کہ نہ معلوم کون ہو ہر شخص کو میں یہی خیال کرتا ہون کہ یہی نہ ہو نزار نے
شاپور سے کہا کہ اگر تم نے جھوٹوں کی کتب میں دیکھا ہے تو مناسب نہیں
ہے کہ بے قصور خلق خدا کو قتل کرے جھوٹون کے کہنے سے اور اگر سچونکی
کتب میں ہے تو پروردگار اوسکی اصل کی خود حفاظت کرے گا تا کہ
اوس سے وہ شخص پیدا ہو اور تم ہرگز اوسکی بیخکنی پر قادر نہ ہو گے اور
جو اوسکی شیعت میں ہو وہ ضرور ہو گا اگرچہ عرب مین ایک ہی شخص باقی رہجائے
شاپور نے کہا کہ یہ نزار سچ کہتا ہے اور نزار زبان فارسی مین دُبلے اور لاغر کو کہتے
ہیں پس شاپور عرب کے قتل کرنیسے باز آیا وقلمن یا حجاج ان اللہ قد قضی ان اقتل
منکم ثلثمائۃ وثلثۃ وثمانین الف رجل فان شئت فتعاط قتلی وان شئت
فلا تتعاط فان اللہ اما ان یمنعک عنی واما ان یحیینی بعد ذالک فان قول رسول اللہ

حق لادم بیر فیہ فقال للسیاف اضرب عنقہ فقال المختار ان ھذا لن یفعل علی
ذلک کنت احب ان تکون انت المتولی لما ناھرہ فکان یسلط علیک افعی کما
سلط علی ھذا الاول عقرب فلما ھم السیاف یضرب عنقہ اذا برجل من خاص
عبد الملک ابن مروان وقد دخل فصاح یا سیاف دیحک عنہ ومعہ کتاب
من عبد الملک بن مروان فاذا فیہ اور لیکن ای حجاج اللہ تعالی نے مقدر فرمایاہی
کہ میں تم میں سے تین سو تراسی ہزار آدمیوں کو قتل کروں اب چاہے تو مجھے قتل کر
یا نہ قتل کر اور اگر تو میرے قتل کا ارادہ کرے گا تو جناب باری خود مانع ہوگا اور
میری حفاظت کرے گا اور اگر تو مجھے قتل ہی کر ڈالے گا تو وہ مجھے پھر زندہ کریگا
اسلئے کہ رسول کا قول سچاہے اور اوسمین کچھ شک نہیں ہے پس حجاج نے
جلاد سے کہا کہ اسکی گردن زدنی کیجائے مختار نے کہا کہ یہ ہرگز نہیں ہوسکتا
کہ یہ مجھے قتل کرے اگر چاہے تو خود امتحان کرلے اللہ تجھپر ایک سانپ مسلط
کرے گا جیسے کہ پہلے جلاد پر بچھو مسلط کیا تہا پس اودہر تو جلاد مختار کے
قتل کرنے کے واسطے بڑہا کہ ناگاہ ایک ملازم خاص عبد الملک بن مروان کا
آیا اور چلاکر کہا کہ اے جلاد ذرا ٹھہر جا اور ایک خط حجاج کو عبد الملک
بن مروان کا دیا اوسمین لکہا تہا بسم اللہ الرحمن الرحیم اما بعد یا حجاج
بن یوسف فانہ سقط الینا طائر علیہ رقعۃ فیھا انک اخذت
المختار بن ابی عبید ہ ترید ہ قتلہ تزعم انہ حکی عن
رسول اللہ صلعم انہ سیقتل من انصار بنی امیہ
ثلثمائۃ و ثلثۃ و ثمانین الف رجل فاذا اتاک کتابی ھذا فخل عنہ ولا تتعرض لہ

الا لسبیل خیر فانہ زوج ظر عابنی الولید بن عبد الملک بن مروان ولقد
کلمنی فیہ الولید وان الذی حکی ان کان باطلا فلا معنی تقتل رجل مسلم
بخبر باطل وان کان حقا فانک لا تقدر علی تکذیب قول رسول اللّٰہ
فخلی عنہ الحجاج یعنی اما بعد اے حجاج بن یوسف ایک کبوتر میرے پاس
خط لایا اوسمین لکہا تہا کہ تم نے مختار بن ابو عبیدہ کو قید کر رکہا ہے اور اوسکے
قتل کا ارادہ ہے اوس روایت کے خیال سے کہ جناب رسول خدا صلعم نے
مختار حکایت کرتا ہے کہ مختار بہت جلد انصار بنی امیہ مین سے تین لاکہہ
تراسی ہزار کو قتل کرے گا۔ جس وقت یہ میرا خط تیرے پاس پہونچے تو فوراً
مختار کو رہا کردو اور حسن سلوک سے اوس کے ساتہ پیش آؤ۔ اس لئے کہ
وہ شوہر دایہ میرے پسر ولید بن عبد الملک بن مروان کا ہے اور ولید نے
مجہسے مختار کی بہت سفارش کی ہے اگر یہ خبر دروغ ہے تو خبر کاذب پر
ایک مرد مسلم کو قتل کرنا کیا معنی اور اگر یہ خبر راست ہے تو ہرگز اوس کو جہوٹ
نہ کرسکے گا کہ وہ قول رسول ہے تو مختار کو حجاج نے چہوڑ دیا فجعل المختار
یقول سافعل کذا واخرج وقت کذا واقتل من الناس کذا و
هولاء صاغرون یعنی بنی امیہ قاطعۃ فبلغ ذلک الحجاج فاخذ و
انزل لضرب العنق فقال المختار انک لن تقدر علی ذلک فلا تتعاطی ردا علی اللّٰہ فکان
فی ذلک اذ سقط طائر آخر علیہ کتاب من عبد الملک پہر تو مختار جہان جاتا کہتا کہ
مین یہ کرونگا اور فلان وقت خروج کرونگا اور بنی امیہ کو یون ذلیل کرونگا جب یہ خبر حجاج کو
پہونچی تو پہر مختار کو پکڑ بلوایا اور ارادہ قتل کا کیا تو مختار نے کہا کہ تو مجہے ہرگز نہ قتل کرسکے گا ابہی

یہ باتین ہو ئی تہیں کہ ناگاہ دوسرا خط عبد الملک بن مروان کا کبوتر لایا اوسمین لکہا تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم یا حجاج لا تعرض للمختار فانہ زوج مرضعۃ بنی الولید ولئن کان حقا فتمنع من قتلہ کما منع دانیال من قتل بخت نصر الذی کان اللہ قضی ان یقتل بنی اسرائیل فترکہ الحجاج وتوعدہ ان عاد مثل مقالتہ یعنی اے حجاج مختار سے متعرض نہ ہو کہ وہ میرے فرزند ولید کی دودہ پلائی کا شوہر ہے اگر حق ہے تو اوسکے قتل سے باز آجیسے کہ دانیال نے بخت النصر کو قتل نہ کیا تہا اسلئے کہ مقدر الہی میں ہو چکا تہا کہ بخت النصر بنی اسرائیل کو قتل کرے گا پس حجاج نے اوسکو چہوڑ دیا مگر اوسکو بہت دہمکایا اور ڈرایا کہ پہر ایسی باتیں نہ کرنا فاتصل بالحجاج الخبر فاختفی مدۃ ثم ظفر بہ فلما ھم یضرب عنقہ اذ قد ورد علیہ مثل ما ورد قبل فاحتبسہ الحجاج وکتب الی عبد الملک کیف تاخذ الیک عدوا مجاھرا یزعم انہ یقتل من انصار بنی امیہ کذا وکذا فبعث الیہ عبد الملک انک رجل جاھل لئن کان الخبر فیہ باطلا فما احقنا برعایۃ حقہ لحق من خدمتنا وان کان الخبر فیہ حقا فانا سنربیہ لیسلط علینا کما ربی فرعون موسی حتی یسلط علیہ فبعث الیہ الحجاج فکان من امرہ للمختار ما کان وقتل من قتل۔ یعنی پہر حجاج کو خبر ملی کہ مختار پہر اوسی طرح کی باتین کرتا ہے تو مختار کو حجاج نے پہر بلایا مگر مختار ابکی مرتبہ پوشیدہ ہو گئے اور مدت تک پوشیدہ رہے لیکن حجاج نے پتہ لگا لیا اور پہر پکڑ بلوایا اور ارادہ قتل کا کیا ناگاہ پہر عبد الملک کا خط مثل اول مرتبہ

کے پہونچا کہ مختار کو قتل نہ کرنا لیکن حجاج نے اوسکو قید کرلیا اور عبد الملک کو لکہا کہ تم ایسے دشمن ظاہر کے قتل سے منع کرتے ہو کہ جو کہلم کہلا ہمکو لوگون سے بُرا کہتا ہوا پہرتا ہے کہ مین اتنے اتنے ہزار انصار بنی امیہ کو قتل کرون گا عبد الملک نے جواب لکہا کہ تو عجیب جاہل ہے۔ اگر یہ خبر دروغ ہے تو ہم کو اوسکے اون حقوق کا خیال چاہئے کہ جو اوس نے ہماری خدمات کی ہیں اور اگر سچ ہے تو مین اوس کی پرورش ضرور کرون گا تاکہ وہ ہمپر مسلط ہو جیسے کہ موسیٰ کو فرعون نے پرورش کیا اور جناب باری نے موسیٰ کو فرعون پر مسلط کیا پس حجاج نے مختار کو عبد الملک کے پاس بہیجدیا اور پہر جو کچھ مختار سے ظاہر ہوا وہ ہوا اور جنکو قتل کیا اونکو قتل کیا۔ **اقول** پس منجانب اللہ ایسے بادشاہ جبار اور دشمن دوستان اہلبیت اطہار کے یہان وقت پر تلوار کا نہ ملنا اور خزانہ کی کنجی کا گم ہو جانا اور جلاد کا مُنہ کے بہل گرکے واصل نار ہونا اور دوسرے جلاد پر ایسے صاف شفاف دربار عام مین بچہو کا پیدا ہونا اور جلاد کا اوسکی کاٹنے سے فوراً ہلاک ہو جانا اور چند مرتبہ عین موقع پر عبد الملک ایسے دشمن اہلبیت اطہار کا مختار کی سفارش کرنا اور عبد الملک کو اتنی دور دراز کی مسافت پر مختار کے حال پر مطلع ہو جانا یہ تمام اسباب منجانب الٰہی اور تائیدات غیبی نہیں تو اور کیا ہیں۔ یہ سب امور دلالت کرتے ہیں کہ مختار کی نیت بخیر تھی انما الاعمال بالنیات **نوین روایت** اسی مضمون مین چند سطر کے بعد تفسیر امام حسن عسکری مین

پہر لکھا ہے ثم قال امیر المومنین واما المطیعون لنا فستغفر اللہ ذنوبھم فیزید ھم احسانا۔ یعنی جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہمارے فرمانبرداروں کو گناہونکو پروردگار بخشدیگا اور اونکے اعمال حسنہ میں زیادتی فرمائیگا

اقول۔ گویا یہ پیشین گوئی آنحضرت مختار کے حق مین فرماتے ہیں کہ وہ ہمارا مطیع و فرمانبردار ہوگا اللہ تعالی اوسکے گناہونکو بخشدیگا اور اوسکی حق مین عدم مغفرت کا خیال نکرو ہم اوسکی تشفیع ہونگے اب کیا اندیشہ اونکی نجات میں رہا جب معصوم وعدہ فرمائین الکریم اذا وعد وفی

دسوین روایت طریح نجفی علیہ الرحمہ نے منتخب مین فرمائی ہے۔ کہ

کان محمد بن الحنفیہ بمکۃ یجلس مع اصحابہ ویذم المختار ویعتب علیہ لمجالستہ مع عمر بن سعد علی سریرہ وتاخیر قتلہ قال فحمل الراسان الیہ الی مکۃ قال فبینما محمد بن الحنفیہ جالس الاو الراسان بین یدیہ فخر للہ ساجدا شاکرا ثم رفع یدیہ یدعو للمختار بالخیر ویقول اللھم لا تنسی المختار من رحمتک اللھم اجزہ عنا اہلبیت نبیک خیر الجزاء

یعنے مکہ میں محمد حنفیہ اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے ہوئے مختار کی مذمت کر رہے تہے اور اس وجہ سے مختار پر غصہ آرہا تھا کہ وہ تخت پر عمر بن سعد شوم کو بٹھلا بٹھلا کر باتیں کرتا ہے اور اوسکے قتل میں دیر لگاتا ہے۔ راوی کہتا ہے کہ مختار نے دو سر مکہ مین محمد حنفیہ کے پاس بہیجے راوی کہتا ہے کہ ابھی محمد حنفیہ بیٹے ہوئے تہے کہ دو سر اون کے سامنے رکھے گئے پس محمد بن حنفیہ فورا سجدہ شکر میں گر پڑے پہر دونوں ہاتھ اوٹھاکر

مختار کے حق میں دعائے خیر کی اور کہا کہ بار الہا تو مختار کو اپنی
رحمت سے فراموش نہ فرمانا اقول محمد بن حنفیہ امام نہیں لیکن بعد
امام زین العابدین علیہ السّلام کے بزرگ خاندان اور مقدّس
اور متقی سب سے زیادہ ہیں۔ کما مر اور اہل البیت البصر بما فی البیت اگر
مختار کی نیت فاسد ہوتی یا مختار مومن نہ ہوتا تو ایسا بزرگ
کبھی اوس کے حق میں ایسا دعائیہ کلمہ نفرماتے اگرچہ غیر معصوم کا قول و
فعل حجت نہیں۔ لیکن اگر امام زین العابدین علیہ السّلام سے کچھ
مذمت مختار کی سُنتے یا آنحضرت کے قلب منور پر کچھ غبار مختار
کی طرف سے ہوتا تو محمد بن حنفیہ عقلاً ضرور واقف ہوتے اور اس
سے مختار کا کیسانیہ ہونا بھی ثابت نہین کما مر غیر مرۃ اس روایت کے
اندراج سے محض یہی غرض ہے کہ اور بنی ہاشم بھی مختار کے اس فعل
سے رضامند تھے اور تاخیر قتل عمر ملعون کے اسباب و مصالح سے بمقابلہ
محمد حنفیہ کے مختار زیادہ اعلم تھے کہ جو اس کام مین مشغول تھے۔
گیارہوین روایت۔ اب یہ وہ زمانہ ہے کہ ادہر تو مختار
لشکر اشرار کو نار مین پہونچا رہے ہیں اور منہال اعمال حج اور
زیارت مدینہ اور زیارت امام زین العابدین علیہ السّلام سے
مشرف ہو کر اپنے وطن میں آئے اور چند روز کے بعد مختار سے
ملنے کو گئے ہیں ناگاہ حرملہ بھی پکڑا ہوا آیا اور مختار نے اوس کے ہاتھ
پاؤن کٹوا کر آگ میں جلوا دیا منہال نے سبحان اللہ کہا مختار نے

سبب تسبیح پوچھا منہال اوسکو بیان کرتے ہیں چنانچہ اما لی میں ہے فقال لی یا منہال ما فعل حرملہ بن کاھل الاسدی فقلت ترکتہ حیا بالکوفۃ فرفع یدیہ جمیعا فقال اللھم اذقہ حرالحدید اللھم اذقہ حرالحدید اللھم اذقہ حرالنار فقال لی المختار اسمعت علی بن الحسین علیہما السلام یقول ھذا فقلت واللہ لقد سمعتہ قال فنزل عن دابتہ وصلی رکعتین فاطال السجود ثم قام فرکب وقد احرق حرملہ ورکبت معہ وسرنا فحاذیت داری فقلت ایہا الامیر ان رایت ان تشرفنی وتکرمنی وتنزل عندی وتحرم بطعامی فقال یا منہال تعلمنی ان علی بن الحسین دعی باربع دعوات فاجابہ اللہ علی یدی ثم تامرنی ان اکل ھذا یوم صوم شکرا للہ عزوجل علی ما فعلتہ بتوفیقہ یعنی امام زین العابدین علیہ السّلام نے منہال سے فرمایا کہ اے منہال حرملہ بن کاہل اسدی کا کیا حال ہے - منہال کہتے ہیں کہ مینے عرض کیا کہ یا مولا مینے اوسکو کوفہ میں زندہ چھوڑا ہے - پس حضرت نے دونوں ہاتھ اوٹھائے اور تین دفعہ فرمایا کہ بارالہا اوس کو قتل کر اور آتش دنیا میں جلا - مجھسے مختار نے پوچھا کہ کیا تم نے حضرت سے خود سُنا کہ یوں فرماتے تھے - منہال نے کہا کہ قسم بخدا میں نے خود حضرت سے سُنا - منہال کہتے ہیں کہ مختار سواری سے اوترے اور دو رکعت نماز پڑھی اور سجدہ میں طول دیا پھر سوار ہو کر چلے اور حرملہ جلکر

خاکستر ہوگیا اور مین بھی مختار کے ساتھ سوار تہا جب میری مکان
کے پاس پہونچے تومینے مختار سے کہا کہ اے امیر اگر مناسب ہو تو
مجہے مشرف اور معزز فرمائیے اور میرے غریب خانہ پر ماحضر تناول
فرما کر میری عزت بڑہائیے - مختار نے کہا کہ اے منہال تم نے
مجھ سے کہا کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے چار مرتبہ دعا
فرمائی اور جناب باری نے وہ دعا میرے ہاتھ سے پوری کرائی پھر
تم مجہے کہانے کو کہتے ہو آج تو شکر کا روزہ رکھنا چاہیئے کہ جو اوسکی توفیق
سے مجھسے یہ کار عظیم صادر ہوا اور بہ روایت سیر الائمہ ترجمہ کشف الغمہ
مین اور جلاء العیون مین بھی ہے اقول اس روایت سے
دو امر ثابت ہوتے ہین اوّل تقریر معصوم جو حجت ہے اور صحت جہاد
کے واسطے کافی ہے دوسرے - مختار کا امام زین العابدین علیہ السلام
سے حسن عقیدت اور یہ نجات کے واسطے کافی ہے لیکن صحت جہاد
مختار اوسکی دو وجہ ہین الاول وہی اجازت کافی ہے کہ جو کشی علیہ الرحمہ
نے اصبغ سے روایت فرمائی کہ جناب امیر ؑ مختار کے سر پر
ہاتھ پھیر کر فرماتے تھے کہ یا کیس یا کیس کمامر غیر مرۃ اقول جناب
امیر علیہ السلام عالم علم لدنی تھے اگر مختار کی نیت مین فساد ہوتا
تو آپ اس شفقت سے سر پر ہاتھ پھیر کر مدح نہ فرماتے کہ یا کیس یا کیس لغت
مین کیس بمعنی زیرک و دانا کے ہیں اور یہ صفت مومن دیندار کی ہوتی ہے
نہ اغیار کی چنانچہ ارشاد دیلمی میں ہے قال رسول اللہ صلعم العقل نور فی القلب

یفرق بہ بین الحق والباطل یعنی جناب رسول خدا نے فرمایا ہو کہ عقل نور قلبی ہوتا ہے۔ جس کے سبب سے حق و باطل مین تمیز ہوتی ہے اور کافی میں ہے قال ابو عبد اللہ علیہ السلام من کان عاقلا کان لہ دین و من کان لہ دین دخل الجنتہ یعنی امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو عاقل ہوگا وہ دیندار ہوگا اور جو دیندار ہوگا وہ جنت مین داخل ہوگا۔ تو عاقل جنتی ہوگا اور مختار کو حضرت عاقل فرماتے ہیں تو جنتی بہی ضرور ہون گے۔ گویا جناب امیر علیہ السلام مختار کو جہاد پر مامور فرماتے ہیں فان قلت چونکہ مختار اوسوقت نابالغ تھے اور اوسوقت تک مذہب کیسانیہ کا وجود بھی نہ تھا اور نہ طفولیہ کا قول و فعل سوائے امام کے اور کا حجت ہوتا ہے اور قبل صدور خطا سزا نہیں دی جاسکتی چنانچہ جناب امیر علیہ السلام نے باوجود قدرت ابن ملجم اور شمر کو بھی سزا نہ دی قلت مختار کا قیاس ابن ملجم تا ہنجار پر قیاس مع الفارق ہے اسوجہ سے کہ حضرت نے ابن ملجم حرامزادہ کو متنبہ فرمایا ہے اور اوسپر نفرین فرمائی ہے اور مختار کی حضرت نے مدح اور تحسین فرمائی ہے اور یون تو جناب رسول خدا صلعم نے اپنے فرزند حسین سے فرمایا ہی کہ یقتلک شرار الناس یعنی اے حسین تمکو شریر ترین انسان قتل کرینگے کما فی المنتخب قبل صدور فعل حضرت نے قاتلان امام مظلوم کو شریر فرمایا ہی اور دیگر اخبار مین یزید پر لعنت کی ہو الثانی جیسے قول اور فعل معصوم کا حجت ہو ایسے ہی تقریر معصوم بہی حجت ہی اور تقریر کے یہ معنی ہیں کہ کوئی شخص ایک کام امام وقت کی سامنی بجا لاوے اور حضرت اوسکو باوجود قدرت اور عدم

تقیہ کے منع نفرادین پس صحت جہاد تقریر سے بہی ثابت ہے پس جبکہ مختار نے
امام زین العابدین ع سے اجازت جہاد چاہی اور آنحضرت مامور بجہاد نہ تھے تو حضرت نے یہ فرمایا کہ
خون سید الشہدا کا عوض نہیں ہوسکتا - پروردگار عالم جب چاہے گا انتقام
لے گا - حضرت نے منع نہین فرمایا اور یہ ظاہر ہے کہ تمام دنیا بہی ایک قطرہ
خون امام مظلوم کا عوض نہیں ہوسکتا چنانچہ جلاء العیون میں ہے کہ جب
یزید پلید نے اہل حرم کا رہا کرنا چاہا تو محملہائے مزین برائے ایشان تہیت داد و
اموال برائے خرچ ایشان حاضر کردہ گفت اینہا عوض انچہ نسبت بشما واقع
شدہ است ام کلثوم گفت اے یزید چہ بسیار کم حیائے برادران و اہلبیت
مرا گشتہ کہ جمیع دنیا برابر یک موئے ایشان نمی شود و میگوئی اینہا عوض
انچہ من کردہ ام پس اگر امام زین العابدین ع مختار کو اجازت دیتے تو کیا
عوض خون امام مظلوم کا ہوجاتا ، واللہ ہرگز نہین اور حضرت کی رضامندی
فعل مختار پر روایت مندرجہ تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام سے ظاہر
اور ثابت ہوتی ہے کہ کان علی بن الحسین مع اصحابہ علی امائدۃ اذ
قال لھم معاشر اخوانا طیبوا انفسنا و کلوا فانکم تاکلون وظلمتہ بنی امیہ
تحصدون قالوا ابن قال فی موضع کذا لقتلھم المختار سنوتی بالراسین
یوم کذا فلما کان فی ذلک الیوم اتی بالراسین لما اراد ان
یقعد للاکل وقد فرغ من صلوتہ فلما راھما سجد وقال الحمد للہ
الذی لم یمتنی حتی ارانی فجعلہ یاکل وینظر الیھما فلما کان فی وقت
الحلواء لہ یوت بالحلواء لما کانوا قد اشتغلوا عن عملہ بخبر الراسین فقال ندمائہ

لم یعمل الیوم حلواء فقال علی بن الحسین لا یزید حلواء احلی من نظرنا الی ھذہ بن الراسین یعنی جناب امام زین العابدین ؑ معہ اپنے اصحاب کے دسترخوان پر رونق افروز تھے۔ حضرت نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اے بھائیو اپنے اپنے دلون کو خوش کرو اور یہ کھانا کھاؤ کہ تم تو کھاتے ہو اور ستمگاران بنی اُمیہ مثل زراعت کے قتل ہو رہے ہیں۔ لوگون نے عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ وہ لوگ کہان قتل ہو رہے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ فلان مقام مین مختار اونکو قتل کر رہا ہے۔ اور عنقریب فلان روز ہمارے پاس دو سر پہونچینگے۔ پس جب وہ روز موعود آیا اور حضرت نے تعقیبات سے فارغ ہو کر ارادہ کھانا کھانے کا کیا ناگاہ دو سر ہدیۃً آئے حضرت نے اون کو دیکھتے ہی سجدہ شکر کیا اور فرمایا کہ الحمدللہ میں دنیا سے نہ گیا تا اینکہ انکو مینے دیکھا۔ پس حضرت کھانا کھاتے تھے اور اون سرون کو دیکھتے تھے چونکہ مقرر تھا کہ بعد چاشت کے حلوا آیا کرتا تھا مگر اوس روز حضرت کے خدّام حلوا لانا بھول گئے اسوجہ سے کہ وہ بھی مارے خوشی کے سرون کے دیکھنے میں مشغول تھے کسی نے اصحاب آنحضرت میں سے کہا کہ آج حلوا نہیں آیا حضرت نے فرمایا کہ ان سرون کے دیکھنے سے حلوا زیادہ شیرین نہیں ہے **اقول** امام زین العابدین علیہ السّلام کا اپنے پدر بزرگوار کو رونا مشہور روایات سے ہے چنانچہ جلاء العیون میں ہے کہ حضرت علی بن الحسین ؑ

بر پدر بزرگوار خود بست سال و بعد اتے چہل سالی بگریست و
ہر گاہ طعامے نزد آنحضرت حاضر میکردند میگریست و چون آبے نزد
آنحضرت می آوردند کہ بیاشامد انقدر میگریست کہ آن آب را
مضاعف میکرد اور یہ روایت منتخب میں بھی ہے۔ اور
بنا بر بعض روایات کے آپ گوسفند کے سر کو دیکھکر رو یا کرتے
تھے اور حضرت کو اپنے باپ کا سر یاد آجایا کرتا تھا۔ پس مناسب
تو یہ تھا کہ آنحضرت اوس وقت بھی روتے اور۔ اور دنون سے
زیادہ روتے۔ اوّل تو کھانے کا وقت دوسرے سر دیکھنا
تیسرے سر بھی اپنے عزیزون کے قاتلون اور دشمنوں کا اس
وقت حضرت اپنے پدر بزرگوار کو یاد کرکے خوب روتے۔ مگر
حضرت اس وقت خوش اور مسرور ہیں کہ شاید اتنے عرصہ میں
ایسا دن خوشی کا حضرت کو کوئی نہ ہوا ہو اور یہ رضامندی کی
دلیل ہے۔ اور اسی کو تقریر معصوم کہتے ہیں جو حجت اور باعث
حلت جہاد اسوجہ سے کہ فعل بد کا فاعل اور اوسکا معین اور اوسپر
رضامند سب یکسان ہیں چنانچہ زیارت جناب علی اکبر اور زیارت
اربعین میں ہے ولعن اللہ امۃ سمعت بذلک فرضیت بہ
یعنی جو شخص کہ واقعہ قتل امام مظلوم سنکر راضی ہو خداوند اوس
گروہ پر بھی لعنت کر اور موید اسکی وہ حدیث ہے جو جلاء العیون
میں ہے کہ ابن بابویہ بسند معتبرہ روایت کردہ ست کہ ابو الصلت

ہردے از حضرت امام رضا علیہ السلام پرسید کہ حدیثے از حضرت
امام جعفر صادق علیہ السلام روایت میکنند کہ چون حضرت قایم علیہ السلام ظاہر شود
فرزندان قاتلان حضرت امام حسین بسبب کردہائے پدران ایشان قتل خواہند نماید حضرت علیہ السلام
فرمود کہ چنیں ست راوی گفت کہ ایشان چہ گناہ دارند حضرت علیہ السلام فرمود کہ ایشان بکردن راضی اند
بکردہائے پدران خود و فخر مینمایند بآن حضرت قائم برائے این ایشانرا میکشند وہر کہ بکردہ امری راضی باشد
چنانست کہ آن کار را خود کردہ ست واگر مردے کسے را در مشرق بکشد
مردے در مغرب بکردہ او راضی شود ہر آئینہ شریک او خواہد بود پس باین
سبب حضرت قائم ایشانرا میکشد کہ راضی اند بکردہائے پدران خود علی
ہذا القیاس الدال علی الخیر کفاعلہ اچھے کام کی ہدایت کرنے والا مثل اوس
کام کے کرنے والے کے ہوتا ہے۔ پس اگر فعل مختار کا اچھا ہے تو جہاد کا ناجائز
ہونا بمعنی ہی اور اگر جہاد ناجائز تھا تو امام کا اوسپر رضامند ہونا کیسا پس
اس سے تقریر معصوم ثابت ہے وہو المدعی مگر علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے
جلاء العیون میں خوب فرمایا ہے کہ چون کارہائے خیر عظیم بردست
او جاری شدہ است امید نجات دربارہ اوست و متعرض احوال این
قسم مردم نشدن شاید اولی و احوط باشد۔ والعلم عند اللہ

تمام شد

۵ رجب المرجب ۱۳۳۲ہجری

الحمد للہ کہ کتاب زینۃ المجالس جلد اول اور نوحہ حیدریہ در بحث فدک اور دمع ذروف در ترجمہ لہوف چھپکر ہاتون ہاتہہ بک گئین بالفعل پیراہن یوسفی در مصائب اور مثنوی عقائد اثنا عشریہ مع ایک مناجات اسیر مجتہدین لکھنؤ نے توثیقات لکھکر عملیہ بنا دیا ہے اور تحفۃ الاخیار فی نجات المختار اسپر بھی علماء لکھنؤ و عراق کے دستخط ہین اور مقاصد بہیہ شرح الفیہ فقہ جناب قدوۃ العلماء مولوی سید آقا حسن صاحب قبلہ مجتہد اور جناب مولوی سید محمد حسین صاحب قبلہ مجتہد اور محدث لکھنوی اور جناب حاجی شیخ محمد حسین صاحب قبلہ مجتہد کربلائے معلی مازندرانی خلف الصدق جناب حجۃ الاسلام شیخ زین العابدین صاحب اعلی اللہ مقامہ نے حواشی لکھکر عمل کی اجازت دی ہے ان رسائل کی بہت کم جلدین طبع کرائی ہین ان حضرات کے مقلدین جلد خریدین۔ اور کتب دینیہ بھی میرے یہان فروخت ہوتی ہین۔

رسائل مفصل ذیل بھی میرے پاس تیار ہین جو صاحب طبع کرائیں ہوسکتا ہے۔ رسالہ نایاب در حقیقت مذہب باب زینۃ المجالس جلد ۲ و ۳۔ المنشار تفسیر سورہ بلد در مصائب۔ اس طرز سے پورے سورے کی تفسیر ابھی کسی نے نہین لکھی۔ دو کتابین بالفعل زیر تالیف ہین ایک مصائب الشیعہ جسکے اول حصہ مین صدہا وہ واقعات دکھلائے ہین کہ جو آزار سنیون کے ہاتھ سے ابتدائے اسلام سے ابتک شیعونکو پہونچے ہین۔ (جو کوئی صاحب تازہ واقعہ یا پچھلا سانحہ کہ جو کتب مین نہو اور سنیون نے شیعونکو ستایا ہو لکھکر بھیجدینگے تو داخل کرلیا جائیگا اور مولف ممنون ہوگا) دوسرے حصہ مین یہ دکھلایا ہے کہ نصاریٰ سے کیا کیا آرام اوٹھائے ہین دوسری کتاب مین مجتہدین و علماء ہند کا مخصوص حال ہے جو صاحب کہین سے علماء کا حال اگر اسقدر بھی روانہ فرمائینگے تو مشکور ہونگا نام مع ولدیت و قوم و سکونت مع ضلع کس سنہ مین ولادت ہوئی اور کس مین رحلت یا تقریباً اتنی عمر میں فلان سنہ میں وفات پائی کس عالم سے تلمذ رہا۔ کہان قیام رہا معاش کیا رہی تصنیفات سے کیا ہین اولاد کیا چھوڑی اجازہ مین کن الفاظ سے لکھا ہو کم سے کم دس سطر تو ہون یا جسقدر بھی حال معلوم ہوسکے جو صاحب دس علماء کا حال بھیجیں اونکو مثنوی اور ۲۰ کے بدلے مین تحفۃ الاخیار اور ۴۰ کے بدلے دونون اور ۸۰ کے عوض مقاصد بہیہ شرح الفیہ نذر کیا جائیگا مگر نجوم السماء سے نقل نہو۔ راقم سید محمد حسین عفی عنہ مولف رسالہ ہذا

تاریخ از مولوی جناب سید مظاہر حسین صاحب خلف جناب مصنف مد ظلہ

مختار سعد طالب خون امام پاک
حالانکہ تھا مطیع جناب امیر بھی
جسدم قصور بخشدے خلد مل گیا
تاریخ کہہ رہی ہے عدیم النظیر بھی

سلطان ملک لکھ تاج و سریر بھی
مختار کیطرف سے جو والد ہوئے وکیل
حورین بھی پائیں قرب رسول کبیر بھی
کی فکر جو تاریخ مین از روئے ارادت

بعضے محققین کو شک تھا نجات میں
الزام کیسا مٹ گیا جرم صغیر بھی
اس بحث میں جو تحفہ اخیار لکھدیا
آئی یہ ندا تحفہ اخیار چھپا ہے
۱۳۱۰ھ

تقریظ از عالیجناب معلی القاب عمدۃ المجتہدین زبدۃ المتفقہین العالم بالفرائض و السنن قدوۃ العلماء المولوی السید آقا حسن صاحب قبلہ و کعبہ مجتہد العصر و الزمان دام ظلہم العالی

باسمہ سبحانہ و لہ الحمد

رسالہ سدیدہ و عجالہ مفیدہ از تالیفات و تصنیفات حبیب لبیب و ادیب اریب فاضل جلیل و عالم نبیل عمدۃ الفضلا زبدۃ الاتقیاء ذو الذہن النقاد و الطبع الوقاد المتحلی بکل زین الحاج جناب المولوی السید محمد حسین صاحب افاضاتہ نظر قاصر سے گذرا نہایت خوب بطرز مطلوب و بعنوان مرغوب تحریر فرمایا اور قول صحیح و صواب کو ذکر فرمایا ہے حق تعالیٰ جزائے خیر کرامت فرمائے اور مومنین کو توفیق عطا فرمائے کہ مثل مولف ہدایات و ارشادات میں مصروف رہیں

واللہ ولی التوفیق حررہ السید آقا حسن عفی عنہ (نقل مہر)

تقریظ از جناب سید المحدثین رئیس المجتہدین مولانا و مولی الثقلین جناب المولوی السید محمد حسین صاحب قبلہ و کعبہ مجتہد العصر و الزمان دام ظلہم العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و کفی و الصلوۃ علی رسولہ المصطفے و علی آلہ الاذکیاء بعد از حمد الہی و نعت نامتناہی حضرت رسالت پناہی و آل امجاد حضرت نے اس تحریر رشیق و تسطیر دقیق کو من اولہ الی آخرہ دیکھا نہایت عمدہ و دلکش و دل پذیر پایا گیر گی ہیں مضامین ہدایت آگین پر مشتمل ہے اور کیونکر نہ ہو حالانکہ مولف اسکے خبیر تحریر فاضل خبیر نقاد و قاد سلیل الاطائب الامجاد عمدۃ الکملا زبدۃ الفضلا تاج الاتقیاء زین الاعاظم فخر الاماثل حاج جناب المولوی السید محمد حسین صاحب اعلم الجمعۃ و الجماعۃ ہیں فجزاہ اللہ خیرا حررہ اقل خدام الشریعۃ

السید محمد حسین عفی عنہ (نقل مہر)

تقریظ عالیجناب قدسی القاب حجۃ الاسلام فقیہ اہلبیت علیہ السلام العالم بالخفی و الجلی جناب مولانا مولوی سید علی الحائری صاحب قبلہ مجتہد العصر و الزمان دامت فیوضہم

باسمہ سبحانہ۔ الحمد للہ تعالی نوالہ و الصلوۃ علی محمد و آلہ اما بعد رسالہ شریفہ و عجالہ منیفہ موسوم بتحفۃ الاخیار فی النجات المختار رسولہ عمدۃ الاخیار و زبدۃ الابرار حمید الفرائب جمیل المناقب فضائل ماب محامد نصاب نور التقیر جناب الحاج المولوی السید محمد حسین صاحب صانہ اللہ عن کل شین و یس را از بعض مقامات دیدم و نجات پسندیدم ینبغی ان یکتب بالنور علی اجنحات الحور و ابواب القصور و ہو المستعان و علیہ التکلان و ہو یتولی الصالحین حق ماکرہ علی اہلہ

نمقہ خادم الشریعۃ المطہرہ علی الحائری بقلمہ (نقل مہر)